

مفت سلسلہ اشاعت نمبر ۱۱

محبت کی

نشانی



مرتبہ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی

مفت سلسلہ اشاعت نمبر ۱۱

محبت کی
نشانی

مرتبہ

پروفیسر ڈاکٹر
محمد مسعود احمد

پیشہ

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے امت مسلمہ کو اقوام عالم کی ہدایت و امامت کا عظیم منصب تفویض فرمایا ہے۔ لیکن افسوس! قرآن و سنت سے مسل روگردانی کے سبب اس امت نے نہ صرف یہ عظیم منصب گنوا یا۔ بلکہ شعبہ حیات میں ذلت و پستی نے گھیر لیا ہے کہ نوجوان نسل کے ذہن اسلام سے مشکوک و مضطرب اور سرخ و سفید فلسفوں کی طرف مائل ہی نہیں بلکہ انہی کو اپنے تمام تر مسائل کا حل خیال کرنے لگے ہیں۔ اور اس طوفان نے اب ہمارا تشخص ختم کر کے رکھ دیا ہے اس ذلت و پستی کا سب سے بنیادی سبب اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے روگردانی اور طریقت ہائے پیامبر اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کو پس پشت ڈالنا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سرخ و سفید تمام نظام عملی اور نظریاتی اعتبار سے باطل ثابت ہو چکے ہیں۔ اور عصر حاضر میں بھی سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی ہی ہماری نجات کا سیدھا اور صاف رستہ ہے۔ نبی اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا نظام ہی وہ نظام ہے جو آج بھی ہمیں عظمت و عزت کی بنیادوں تک لے جاسکتا ہے۔ یہ کتاب اس مقصد عظمیٰ کے حصول کے تحت مفت شائع کی جا رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سب سے قبول فرما کر لوگوں کی ہدایت کیلئے ذریعہ بنائے۔ آمین

سگ غوث و رضا محمد سلیم برکاتی

صدر۔ جمعیت اشاعت اہل سنت (پاکستان)

انتساب

- ان متوالوں کے نام
- ان جانثاروں کے نام
- ان فداکاروں کے نام
- جو اس جان جان کی لگن میں دو جہاں بے نیازانہ گزر گئے

دو عالم سے کمرتی ہے بیگانہ دل کو
عجب چیز ہے لذت آشنائی

احقر محمد سعود احمد عفی عنہ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّيْكَ يَا سَيِّدِي رَسُوْلِي الْكَرِيْمِ

محبت کی نشانی

یہ عطاء ربانی، یہ محبت کی نشانی تمہارے دم کے ساتھ ہے۔
وہ تمہارے ساتھ رہنا چاہتی ہے مگر تم نہیں رکھتے۔ اپنی جفا دکھو اور
اس کی وفادار دیکھو! اگر تم رکھنے لگو اور وہ رہنے لگے تو پھر چلتے پھرتے
کھاتے پیتے، سوتے جاگتے، برآن اور ہر گھڑی اللہ کی رحمتیں تمہارے
ساتھ ہوں۔ زندگی کا کوئی لمحہ ایسا نہ ہو جو ثواب و رحمت سے
محروم ہو۔ وہ رفیق زندگی، زندگی بھر کی ساتھی ہے۔
ہاں اس نشانی کو سینے سے لگاؤ کہ یہ اس جانِ جاں کی نشانی ہے
جس نے افکار و اعمال کے حسین چہرے دکھا کر محرومِ جمال کو جمال آشنا
کیا۔ ہاں جمالِ محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) سے اپنے چہرے
سجاؤ۔ ایک وقت آنا ہے، دنیا سے جانا ہے۔
قبر میں جب وہ تمہارے سامنے ہوں گے اور تم ان کے سامنے کہیں وہ یہ نہ

پوچھ لیں کہ ہم نے کیا کہا تھا اور تم نے کیا کیا؟ تو ایسا کچھ کر کے چلو
کہ جب وہ سامنے ہوں، دلِ مضطر شرمسار نہ ہو۔ محبت بلا رہی
ہے۔ محبت کی پکار سنو! او محبت کے چراغ
روشن کرو اور خود چراغِ محبت بن کر عالم کو روشن کر دو۔ تمہاری
ایک ایک ادا میں وہ جانِ جاں جلوہ گر ہو اور تم اس کی جدوہ گاہ!۔

احقر محمد مسعود احمد عفی عنہ

جھلکیا

۱۹



۱۱

محبت اور تاثیر محبت — کشش محبت — محبت رسول
اطاعت رسول — مقام رسول — غیرت رسول

۲۸



۲۰

تخلیق انسان — تقاضائے فطرت — اقوام قدیمہ —
آیات کریمہ — تعمیر خالق — تعمیر انسان —
حفاظت اور اطاعت

۳۲



۲۹

عمل رسول — روایت عمر — روایت علی — روایت ابوہریرہ —
روایت ہند بن مالہ — روایت انس — روایت جابر بن سمرہ — (و غیرہ)



۳۸

۳۳

ارشاد رسول اور مشرکین — ارشاد رسول اور مجوس —
ارشاد رسول اور یہود — فرمان الہی —

۴۰



۳۹

سُنّت رسول اور دیگر منافع و مقاصد — روحانی — جمالیاتی —
تمدنی — معاشرتی — اقتصادی — تہذیبی —
طبعی و طبی —

۴۷



۴۱

فطرت کے باغی اسلام کی نظر میں — مرد نما عورتیں، عورت نما مرد —
عورتوں کے مردانہ لباس — مردوں کے زنانہ لباس —
مردانی عورت کی رضائے الہی سے محرومی — عورت نما مرد —
اور مرد نما عورت پر صبح و شام قہر خداوندی —

۸



۵۶

۳۸

سنت رسول اور پیروانِ نصاریٰ و مجوس ————— سنت رسول اور کفار و مشرکین
 اہلسب سے کچلنے ————— اہلسب کے اطاعت شعار —————
 قرآن کی وعید ————— قرآن کی بشارت و خوشخبری —————



۵۸

۵۷

سنت رسول سے گریز و فرار ————— علماء و اُمراء و فتنہ راز —————
 صحبتِ اُمراء و بربادی علماء ————— خواہش نام و نمود و بربادی فقرار —————
 علماء سے بیزاری اور اُمراء کی بربادی —————



۶۰

۵۹

سنت رسول اور فرشتوں کی قسم ————— سنت رسول اور فرشتوں کی تسبیح
 ————— سنت رسول اور شریعہ قاضی ————— سنت رسول اور احف بن قیس

۹



۶۳

۶۱

مذہبِ حنفیہ اور سنت رسول ————— مذہبِ شافعیہ اور سنت رسول
 ————— مذہبِ مالکیہ اور سنت رسول ————— مذہبِ حنبلیہ اور سنت رسول



۸۰

۶۵

بقدرِ نظرت ————— پیماۂ سنت ————— عملِ رسول ————— عملِ صحابہ —————
 عملِ تابعین ————— عملِ تبعِ تابعین ————— عملِ صالحات —————
 نیتِ مؤمنین اور سنت رسول ————— مونچوں کی تراش و خراش —————



۸۵

۸۱

سنت رسول اور رواج ————— سنت رسول اور اہل عرب —————
 جرمِ محبت و جرمِ شریعت ————— ایذائے رسول ————— بیزاری رسول —————

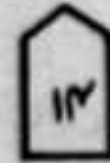


۹۲

۸۶

دیدارِ رسول ————— انجام و آغازِ حیات ————— دولتِ حیات —————

ضائے خدا و رسول — احیاءِ سنت — تیرِ محبت —



۹۵

۹۳

مہنودِ ہند اور فاروقِ اعظم — کرامتِ فاروقی — تاثیرِ محبت —
جانثاریِ مہنود — اطاعتِ رسول اور مسلمان — بیداری اور
اعلانِ بیداری — نعرہٴ مستانہ —

۱

محبت حیرت انگیز اثر رکھتی ہے — اور جب وہ انسان کے
فکر و شعور پر چھا جاتی ہے تو محبوب کے سوا کچھ نظر نہیں آتا ہے
اُنی جوان کی یاد تو آتی چلی گئی
بر نقشِ ماسوا کو مٹاتی چلی گئی

محبت کی نظر محبوب پر رہتی ہے — وہ دیکھتی ہے کہ
محبوب کیا کہہ رہا ہے! — محبوب کیا کر رہا ہے! — جو
وہ کہتا اور کرتا ہے، یہ بھی وہی کہتی اور کرتی چلی جاتی ہے — اس
کے دل میں کوئی دوسرہ نہیں آتا — تمام اندیشوں سے پاک
مردانہ دار آگے بڑھتی ہے —

حیات کیا ہے؟ خیال و نظر کی مجذوبی
خودی کی موت ہے اندیشے بٹے گونا گوں

چشمِ عالم نے ایسے حیرت ناک مناظر دیکھے ہیں — یہ
محبت ہی کی جلوہ گری تھی کہ ابراہیم (علیہ السلام) نے آگ کو آگ نہ سمجھا
— یہ محبت ہی کی کرشمہ سازی تھی کہ اسمعیل (علیہ السلام) نے
جان کو جان نہ سمجھا — عقل کہتی ہے یہ کیا ہو گیا؟ — محبت

کہتی ہے یہی ہونا چاہئے تھا، ہاں ۛ

بے غلظت کو دھڑا آتش نمرود میں عشق

عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

جس طرح کشش ثقل سے نظام عالم برقرار ہے اسی طرح محبت کی

کشش سے عالم انسانیت قائم و دائم ہے ————— مثالی معاشرے کے

لئے ضروری ہے کہ قلب و نظر کا ایک اور صرف ایک مرکز ہو ————— وہی

ایک جس کی نظیر نہیں ————— وہی ایک جس کی مثال نہیں ————— مہی

میں، نہ حال میں اور نہ مستقبل میں ————— جو اس ایک سے وابستہ ہو گیا

وہ دُور کی ٹھوکروں سے آزاد ہو گیا ————— یہ وہی تو ایک ہے کہ

جب دنیا والے اس کو ٹھکرا رہے تھے تو اُس کا مولیٰ اس کو آفتابِ

عالم تاب بنا رہا تھا ————— اہل وہ افقِ عالم سے آفتابِ ہدایت

بُن کر اُبھرا اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے عالم پر چھا گیا اور اُن کی آن میں

گرتی ہوئی قوم کو اس بندی پر لے گیا کہ سارے عالم نے اس کو اُبھرتے

چڑھتے اور سر فراز ہوتے دیکھا ————— ہمارے دلوں میں وہی تھا —————

لنگو اب کیا ہو گیا ————— غلوت خانہ دل میں سب ہی ہیں مگر وہ

نہیں ————— تو آؤ خانہ دل کو صاف کریں اور اس کو بسائیں جو

بسانے کے قابل ہے ————— یہ وہی ہے جس کی خوشبو سے

دو عالم کی فضا میں مکتی تھیں ————— یہ وہی ہے جس نے ڈوبتی دنیا

کو سہارا دیا ————— یہ وہی ہے جس نے اندھیروں میں اجالا کیا —————

یہ وہی ہے جس نے جاں لب انسانیت کو زندگی بخشی ————— یہ وہی ہے

جس نے وحشیوں کو چنیا سکھایا اور غلاموں کو جہاں آراء و جہاں بال بنایا

————— یہ وہی ہے جس نے خود کچھ نہ رکھا، سب کچھ اُٹا دیا ————— جس نے

ہماری آسائش کے لئے اپنا آرام تک سچ دیا ————— ہاں یہ محبوب بل لگانے

ہی کے قابل ہے ————— پیروی و اطاعت ہی کے لائق ہے —————

جانثاری اور خداکاری ہی کے سزاوار ہے ۛ

بھٹے برسوں خولش را کہ دیں ہمدوست

اگر باوند رسیدی تمام بولہبی ست

منو بسنو! قرآن کیا کہ رہا ہے! —————

(۱) قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْ وَأَبْنَاؤُكُمْ وَإِخْوَانُكُمْ

أَنْهَاجُكُمْ وَعَشِيرَتُكُمْ وَأَمْوَالٌ أُقْتِرَتْ مَوَالِهَا

يَتَجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِينُ تُضَوِّنَهَا

أَحَبَّ إِلَيْكُمْ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجِهَادٍ فِي سَبِيلِهِ

فَتَرَبَّصُوا حَتَّى يَأْتِيَ اللَّهُ بِأَمْرٍ ۚ وَاللَّهُ لَا يَهْدِي

الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ ۝ ۛ

”آپ فرمادیجئے اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارا

بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا گنبد اور تمہاری کمائی کے مال

اور وہ تجارت جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے
من بچانے مکان — اگر یہ سب چیزیں اللہ اور اس کے
رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری معلوم ہوتی
ہوں تو پھر راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم نافذ کرے
اور اللہ فاسقوں کو ہدایت نہیں دیتا ۛ

بلاشبہ محبت رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) جان ایمان ہے
— اور اطاعت اس محبت کا اعلیٰ مظہر ہے جس کے متعلق قرآن
کریم میں ارشاد ہوتا ہے :-

(ب) أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ ۝

”فرا دیجئے کہ اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو“

(ج) مَنْ يُطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ ۝

”جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی“

(د) مَا أَسْكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ
فَانْتَهُوا ۝

”یہ رسول جو تمہیں دے لے لو اور جس سے منع کرے بچتے رہو“

ہاں بے شک سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اللہ

ۛ القرآن الحکیم ، سورۃ النار ، ۵۹

ۛ ایضاً ، ، ، ۸۰

ۛ ایضاً ، سورۃ الحشر ، ،

اطاعت ہے، اسی لئے آپ نے جلال رسالت میں فرمایا :-

(ا) أَلَا إِنِّي أُوتِيتُ الْقُرْآنَ وَمِثْلَهُ مَعَهُ إِلَّا يُوشِكُ يُجْلَى
شَبْعَانُ عَلَى أَرْيَئِكَيْمٍ يَقُولُ عَلَيْكُمْ بِهَذَا الْقُرْآنِ
فَمَا وَجَدْتُمْ فِيهِ مِنْ حَلَالٍ فَأَحِلُّوهُ وَمَا وَجَدْتُمْ
فِيهِ مِنْ حَرَامٍ فَحَرِّمُوهُ وَإِنَّ مَا حَرَّمَ رَسُولُ اللَّهِ كَمَا
حَرَّمَ اللَّهُ ۝

• سن لو مجھے قرآن عطا ہوا ہے اور قرآن کے ساتھ اس کا مثل
— خبردار! کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر پڑا یہ کہے گا کہ یہی
قرآن لے رہو، اس میں جو حلال پاؤ اسے حلال جانو، جو حرام پاؤ ،
اسے حرام سمجھو، حالانکہ جو چیز اللہ کے رسول نے حرام کی ہے
وہ ایسی ہی ہے جیسے اللہ نے حرام کی ہو ۛ

(ب) أَيْخَسَبُ أَحَدُكُمْ مُشَكَّكًا عَلَى أَرْيَئِكَيْمٍ يَظُنُّ
أَنَّ اللَّهَ لَمْ يُحَرِّمْ شَيْئًا إِلَّا مَا فِي هَذَا الْقُرْآنِ
إِنِّي وَاللَّهِ قَدْ أَمَرْتُ وَوَعَضْتُ وَنَهَيْتُ عَنْ
أَشْيَاءَ أَنْتُمْ كَمِثْلِ الْقُرْآنِ أَوْ أَكْثَرَ ۝

ۛ (ا) الترمذی ، الامام الحافظ محمد بن حنفی : الجامع الصحیح ، ج ۲ ، ص ۳۸۱

(ب) الامام عبد اللہ محمد بن یزید ربیع بن ماجہ قزوینی : سنن ابن ماجہ ، ص ۲

ۛ ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی ، سنن ابوداؤد ، ج ۲ ، ص ۱۶۵

”کیا تم میں سے کوئی تخت پر تکیہ لگائے گمان کرتا ہے کہ اللہ نے بس یہی چیزیں حرام کی ہیں جو قرآن میں لکھی ہوئی ہیں؟ سن لو! خدا کی قسم میں نے حکم دئے نصیحتیں کیں اور بہت چیزوں سے منع کیا کہ وہ قرآن کی حرام کی ہوئی چیزوں کے برابر بلکہ ان سے زیادہ ہیں۔“

ان کو ایک آن پسند نہیں کہ ان کے چاہنے والے ان سے صرف نظر کر لیں اور دوسروں کی چاہت کا دم بھریں۔ دیکھو کیا فرما رہے ہیں :-

فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُلَّتَنِ فَلَيْسَ مِنِّي ۝

”جو میرے قدم بقدم نہیں چلتا وہ میرا ہے ہی نہیں“

غور کرو اور سوچو کہ جو ان کا نہیں تو پھر اس کا کہاں ٹھکانہ؟ اللہ بھی اس سے خفا۔ بابا طاہر عریاں نے کیسی درد بھری رباعی کہی ہے! — وہ کہتا ہے ۷

خدایا! واکیاں شتم ہاں بے دست پائی واکیاں شتم
ہماز در برانند و تو ایم تو ہم کز در برانی واکیاں شتم ۷
”خدایا! میں کہاں جاؤں، میں کہاں جاؤں! پائے اس

۷۱، احمد بن حنبل، مسند النبی، مطبوعہ کراچی، ۲۰۰۲ء، ص ۶۸

۷۲، تاجی بیاض بن موسیٰ، الشفاء، ۱۰ مطبوعہ دہلی، ۲۰۰۲ء، ص ۱۳
۷۳، بابا طاہر، ۷۰ دینی نامہ (ترجمہ پروفیسر حضور احمد سلیم)، ۱۰ مطبوعہ کراچی، ۱۹۷۳ء، ص ۹۲

بے دست و پائی میں کہاں جاؤں؟ سب دُور سے ٹھکراتے ہیں تو تیرے پاس آتا ہوں، تو نے بھی اگر ٹھکرا دیا تو بتا پھر کہاں جاؤں؟“ وہ بڑا غیور رہتا تھا۔ — محبت اور غیرت کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ — ہاں وہ بہت ہی غیور تھا۔ — وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کے چاہنے والے اس کی روش کو چھوڑ دیں اور پھر بھی اس کی محبت کا دم بھریں۔ — دیکھو دیکھو! مدینہ منورہ میں ایک صحابی عبید بن خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، چلے جا رہے ہیں۔ — تہ بند بندھا ہے اور ٹخنوں سے نیچے ڈھلک رہا ہے۔ — اچانک پیچھے سے آواز آتی ہے :-

إِنَّمَا فَرَّ إِنَّمَا رَكَ فَيَا أَتَقَىٰ وَآتَقَىٰ ۝

”تہ بند اونچا کرو، اس میں پرہیزگاری بھی ہے اور پابنداری بھی“ مڑ کر جو دیکھا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم جلوہ فرما ہیں۔ — وہ اپنے رفیقوں پر بڑے کریم تھے، اسی کریم پر نظر رکھتے ہوئے عبید بن خالد نے عرض کیا :-

”یہ تہ بند سفید اور سیاہ دھاری دار ایک چادر ہی تو ہے“
عبید بن خالد (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی یہ بات پسند نہ آئی۔ —
جلال رسالت میں فرمایا :-

۷۴، محمد امیر شاہ گیلانی، انوارِ خوشیہ شرح شامی ترمذی، دارالافتاء، ۱۹۷۳ء، ص ۹

أَمَّا لَكَ فِي أَسْوَةٍ ۞

”کیا میری روش میں تیرے لئے نمونہ نہیں؟“

فضا میں ایک لرزش سی پیدا ہوئی۔۔۔۔۔ یہ الفاظ کیا ارشاد ہوئے۔ بجلی سی کوند گئی۔

اللہ اکبر! عاشق کی ایک ایک ادا کی نگرانی تھی!۔۔۔ کوئی ایسا محبوب دکھائے تو سہی!۔۔۔ ہر عاشق، محبوب کی بے اعتنائی کا شکوہ کرتا نظر آتا ہے۔۔۔۔۔ مگر یہاں حرمِ جاناں میں توجہ سے کوئی غم نہ نہیں سب کو نواز رہے ہیں۔۔۔۔۔ سب فیضیاب ہو رہے ہیں ۞

نگاہِ ناز کے پیہم اشارہ ملے لطیف

شکستہ شیشہ بول، بار بار، کیا کہنا!

محبت کا تقاضا تو یہ ہے کہ عاشق، محبوب کے رنگِ طبع کو دیکھے

جو وہ کرے، وہی کرتا چلا جائے۔۔۔۔۔ صحابہ کی مقدس عمت

نے یہی کیا اور وہ پایا جو سزا جاسکا ہی اور جانفشانی کے بعد بھی ہم نہیں

پا سکتے۔۔۔۔۔ ہماری محبت کو ہمہ وقت عقل دستی رہتا ہے کہ کریں تو

کیا کریں؟۔۔۔۔۔ یہی کیوں کریں، وہ کیوں نہ کریں؟۔۔۔۔۔ چلیں

تو کس طرف چلیں؟۔۔۔۔۔ اسی طرف کیوں چلیں، اس طرف کیوں

نہ چلیں؟

مجازی عاشقوں کا حال آپ نے دیکھا ہوگا۔۔۔۔۔ اپنے معشوقوں

کے اشاروں پر چلتے رہتے ہیں۔۔۔۔۔ جو کہتا ہے، کرتے چلے جاتے

ہیں۔۔۔۔۔ اسی کا رنگ ڈھنگ اپناتے ہیں۔۔۔۔۔ جس راہ پر وہ

چلا تا ہے، چلتے چلے جاتے ہیں۔۔۔۔۔ یہ ان محبوبوں کی اطاعتِ کل حال

ہے جو بے وفا ہو سکتے ہیں، جو ظالم ہو سکتے ہیں، جو جفا شعار ہو سکتے ہیں

۔۔۔۔۔ تو وہ محبوب سب محبوبوں سے زیادہ اطاعت کا مستحق ہے

جو رُف و رحیم ہے۔۔۔۔۔ اگر باطل محبوبوں کے اشاروں پر چلا جاسکتا

ہے تو اس سچے محبوب کے اشاروں پر کیوں نہیں چلا جاسکتا؟۔۔۔۔۔

عقلِ سلیم جواب دے!۔۔۔۔۔ دلِ درد مند جواب دے!

ہم کچھ نہ تھے، اس کے کرم نے سب کچھ بنا دیا ہے
 پیچیم مگر تو باز ستانی متاعِ خولیش
 وارد دو عالم از تو کثیر و قلیل را
 ذرا اس پیدا کرنے والے سے اپنی پیدائش کی داستان تو سنو!

- ۱۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلَالَةٍ مِنْ طِينٍ ۝ ۱
 ”بیشک ہم نے انسان کو مٹی کے جوہر سے پیدا کیا“
- ۲۔ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَكِينٍ ۝ ۲
 ”پھر ہم نے اسے پانی کی ایک بوند بنا کر ایک محفوظ مقام (رحمِ مادر) میں رکھا“

- ۳۔ ثُمَّ خَلَقْنَا النَّطْفَةَ عَلَقَةً ۝ ۳
 ”پھر ہم نے اس بوند کو خونِ بستہ بنایا“
- ۴۔ فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً ۝ ۴

۱۔ القرآن الحکیم ، سورۃ المؤمنون ، ۱۲

۱۳ : ۱۲

۱۴ : ۱۳

۱۵ : ۱۴

”پھر ہم نے اس خونِ بستہ کو پارہ گوشت بنایا“

۵۔ فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظْمًا ۝ ۵

”پھر ہم نے اس پارہ گوشت سے ہڈیاں بنائیں“

۶۔ فَكَسَوْنَا الْعِظْمَ لَحْمًا ۝ ۶

”پھر ہم نے ان ہڈیوں پر گوشت چڑھایا“

۷۔ ثُمَّ أَنْشَأْنَا خَلْقًا آخَرَ ۝ ۷

”پھر ہم نے اسے اور بھی شکل و صورت میں اٹھان دی (اور کیا سے کیا بنا دیا)

۱۔

اللہ اکبر! — ہم کہاں سے چلے اور کہاں پہنچے! —

فلک کو اکیر بنا دیا گیا — ذرے کو آفتاب بنا دیا گیا —

فَتَبَرَّكَ اللَّهُ أَحْسَنَ الْخَالِقِينَ ۝ — اللہ بڑی برکت والا اور

سب سے بہتر بنانے والا ہے — بیشک اس نے انسان کو سب

بہترین ساخت میں بنایا — لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ فِي

۱۔ القرآن الحکیم ، سورۃ المؤمنون ، ۱۲

نوٹ :- ان مرحلوں کے بعد کچھ مرحلے اور ہیں جن کا یوں ذکر کیا گیا ہے :-

”ثُمَّ إِنَّا جَعَلْنَاهُ نَجْلاً ۝ (المؤمنون ۱۵) ”پھر ہم نے اسے نعل بنادیا“

”ثُمَّ إِنَّا جَعَلْنَاهُ عِظْمًا ۝ (المؤمنون ۱۶) ”پھر ہم نے اسے ہڈی بنادیا“

۱۳ : ۱۲

أَحْسَنَ تَقْوِيمًا — صرف ایک وجہ سے بود ہی نہیں بنایا —
 وَهُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ — وہ تو مصور ہے —
 وہ اللہ ہی ہے جو بناتا بھی ہے، پیدا بھی کرتا ہے اور خط و خال سے چہروں کو
 سنوارتا بھی ہے — ہاں بہترین خط و خال بنائے — کرم بالائے
 کرم — خَلَقَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَهُمْ
 فَأَحْسَنَ صُورَكُمْ وَالْيَاكُوتُ الْحَصِينَةُ — اس نے آسمان
 زمین بنائے اور سجائی کے ساتھ بنائے اور تمہاری تصویر بنائی، پس کتنے
 اچھے خط و خال بنائے! — فِطْرَةَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ
 عَلَيْهَا —

اب جب اس نے اپنے کرم خاص سے ہم کو بنایا، پیدا کیا اور اچھی
 اچھی صورتیں دیں تو کیا ہم کو یہی سزاوار ہے کہ ہم ان صورتوں کو بگاڑتے
 چلے جائیں؟ اور اس حال میں بگاڑتے چلے جائیں کہ وہ ہمارے کلمہ ساتھ
 ہے — هُوَ مَعَكُمْ أَيْنَمَا كُنْتُمْ — وہ ہماری رگ

۱۔ القرآن الحکیم، سورۃ التین، ۴

۲۔ ایضاً، سورۃ الحجر، ۲۳

۳۔ ایضاً، سورۃ النہل، ۳

۴۔ ایضاً، سورۃ الروم، ۳۰

۵۔ سورۃ المجادلہ، ۷

ہاں سے بھی زیادہ ہمارے قریب ہے — وَنَحْنُ أَقْرَبُ
 إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ —
 دارھی رکھنا نئی چیز نہیں، دارھی منڈانا نئی چیز ہے — قدیم
 قومیں دارھی رکھتی چلی آئی ہیں — چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
 ارشاد فرماتے ہیں :-

(ا) عَشْرَةَ مِّنَ الْفِطْرَةِ قَصَّ الشَّارِبِ وَ
 إِغْفَاؤُ اللَّحْيَةِ —
 "دین فطرت میں دس چیزیں ہیں، لبیں تراشنا اور
 دارھی بڑھانا"

ایک اور حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں :-
 (ب) فَسُبْحَنَهُ مَا أَسْخَفَ عُقُولَ قَوْمٍ طَوَّلُوا الشَّارِبَ
 وَ إِغْفَاؤُ اللَّحْيِ عَكْسَ مَا عَلَيهِ فِطْرَةُ جَمِيعِ
 الْأُمَمِ قَدْ بَدَلُوا فِطْرَتَهُمْ نَعُودُ بِاللَّهِ —
 "سبحان اللہ! ان لوگوں کی عقل کس قدر بے مایہ ہے جنہوں
 نے مونچھیں بڑھائیں اور دارھیاں پست کیں — پھلی

۱۔ القرآن الحکیم، سورۃ ق، ۱۶

۲۔ السنن، شعب بن علی، السنن النسائی، ج ۲، ص ۲۰۴ (مطبوعہ کراچی)

۳۔ برالدین، محمد بن محمد بن احمد بن حنفی، شرح صحیح البخاری (کوالہ ضلع خٹک، دارالافتاء اسلامیہ، لاہور، ص ۳۵)

قوموں کی جو فطرت ہے انہوں نے اس کے بالکل برعکس کیا۔ اپنی فطرت و خلقت ہی بدل دی، خدا کی پناہ!

فطری و ولعیتیں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں چنانچہ قرآن پاک میں نوح انسانی میں رنگوں کے اختلاف اور زبانوں کے اختلاف کو اللہ تعالیٰ نے اپنی نشانیاں قرار دیا ہے۔ — دارِ وحی فطری و ولعیت اور اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے، اسی لئے فرمایا :-

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحِلُّوا شَعَائِرَ اللَّهِ
”اے ایمان والو! اللہ کی نشانیاں نہ مٹاؤ“

شعائر اللہ کا یہ احترام ہی تھا جس نے حضرت ہارون علیہ السلام کو محبوب کیا کہ وہ اپنے بھائی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے یہ فرمائیں :-

يَبْنَؤُمْ لَا تَأْخُذْ بِلِحَيَّتِي
”اے میرے ماں جائے میری دارِ وحی تو نہ پکڑو“

تو قرآنی آیات اور احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ دارِ وحی کوئی نئی چیز نہیں تمام انبیاء علیہم السلام کی امتیں دارِ وحی رکھتی چلی آئی ہیں، اسلام دین فطرت ہے اور ہر نبی نے اسی دین فطرت کا پرچار کیا، دین فطرت میں کوئی بات غیر فطری

۱۔ القرآن مجید ، سورۃ الروم ، ۲۴

۲۔ ایضاً ، ۲۰

۳۔ ایضاً ، ۹۳

ہو ہی نہیں سکتی بلکہ یہ تو ان باتوں کو مٹانے کے لئے آیا ہے جو فطرت کے تقاضوں کے خلاف ہیں اور ان باتوں کو قائم کرنے کے لئے جو عین فطرت ہیں۔ قرآن کریم میں ارشاد ہوتا ہے :-

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ مَنَعَ مَسْجِدَ اللَّهِ أَنْ يُذْكَرَ فِيهَا اسْمُهُ وَسَعَىٰ فِي خَرَابِهِ ۗ

”اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جس نے اللہ کی مسجدوں میں اللہ کے نام کے ذکر سے لوگوں کو روکا اور ان کو اجاڑنے کی کوشش کی“

اب ذرا غور فرمائیں :-

- (۱) مسجد انسان کی تعمیر میں ،
 - (۲) مسجد کا مقصد وحید ذکر الہی ہے ،
 - (۳) مسجد عظمتِ اسلام کی نشانی ہیں ،
- اب مزید غور فرمائیں :-

- (۱) دارِ وحی اللہ کی تعمیر ہے ،
 - (۲) دارِ وحی کا مقصد وحید اتباع خدا و رسول ہے جو ذکر کی جان ہے ،
 - (۳) دارِ وحی اسلام کی نشانی ہے اور اس سے شوکتِ اسلام کا اظہار ہوتا ہے ،
- تو اب یہ حقیقت قابلِ توجہ ہے کہ جو مسجد انسان کی تعمیر تھی ، مقام

۱۔ القرآن مجید ، سورۃ البقرہ ، ۱۱۴

فکلافی اور شعار عظمت اسلام ہونے کی وجہ سے اس کے اجاڑنے والے کو معاشرے کا قلم ترین انسان قرار دیا گیا — تو جو داڑھی اللہ کی بنائی ہوئی ہو۔ سر پا ذکر الہی اور عظمت اسلام کی نشانی ہو اللہ و رسول کے حکم کے خلاف اس کا اجاڑنے والا اللہ و رسول کی نظر میں کیا ہوگا :

شعار اسلام کی بات تو بہت اونچی ہے — اللہ و رسول نے تو ان چیزوں کو مٹانے کی ممانعت فرمائی ہے جن سے انسان کے دنیوی فائدے وابستہ ہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ملک شام جانے والی فوج کو جو بدایات جاری فرمائیں ان میں یہ بدایات بھی تھیں :-
(ا) کعبور کا کوئی دوسرا درخت نہ کاٹنا،
(ب) نہ کوئی عمارت مسمار کرنا،
ڈاکٹر بنز کر بیڑے نہ لکھا ہے :-

”جس طرح دشمن کے پرغمالی سپاہیوں کو قتل کرنے کی ممانعت ہے اسی طرح غیر ضروری تباہی اور غارت گری کی بھی ممانعت ہے“
درختوں کو کاٹنے اور عمارتوں کو مسمار کرنے کی اس لئے ممانعت فرمائی کہ اس سے انسانی معیشت اور معاشرت متاثر ہوتی ہے۔ غور کرنے کا مقام ہے جو مذہب انسان کے دنیوی امور میں اتنا حساس ہے وہ اس کے دینی امور میں

لے حساس ہوگا !

لیکن یہاں یہ واضح کرنا ضروری ہے کہ اصل چیز اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع و پیروی ہے — اگر وہ مٹانے کا حکم دیں گے تو جس چیز کی حفاظت کے لئے جان کی بازی لگائی گئی تھی، وہ فوراً مٹا دی جائے گی — جب مساجد کی حفاظت اور بحکیم و عزت کا حکم ملا تو یہی کیا گیا اور جب

مسجد طیارے کے متعلق حکم ملا :-

وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَكُفْرًا
وَالَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَقَعُ
فِيهِمْ آبَدًا لَّ

”اور وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی نافرمانی، پھوٹ ڈالنے اور مسلمانوں کے دل جدا کرنے کے لئے مسجد بنوائی —
ہاں اس میں کبھی بھی کھڑے نہ ہونا“

چنانچہ یہ مسجد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ڈھا دی گئی اور اس کی جگہ شہر کا کوڑا ڈالا جانے لگا —

اسی طرح جب درختوں کی حفاظت کا حکم ہوا تو حفاظت کی گئی اور جب کاٹنے کا حکم دیا گیا تو درخت کاٹ کر پھینک دئے گئے —
چنانچہ بنی نضیر اپنے قلعوں میں پناہ گزین ہوئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے

ان کے درخت کاٹنے کا حکم دیا اور ایسا ہی کیا گیا۔

تو اصل دعا اللہ و رسول کے احکام کی پیروی ہے۔ جب وہ حفاظت کا حکم دیں گے تو معمولی سے معمولی چیزیں حفاظت کی جائیگی اور جب وہ مٹانے کا حکم دیں گے تو بڑی سے بڑی چیزیں نابود کی جائیگی۔

کیا آپ نے نہ دیکھا کہ جس جان کی مخالفت فرض ہے وہ اس کے حکم پر میدان جنگ میں کس طرح خوشی خوشی دے دی جاتی ہے؟ —
جیشک جو جان مافرمائی میں شائع کی گئی اس کے لئے جہنم ہی جہنم ہے۔
اور جو جان فرمانبرداری اور اطاعت شکاری میں دی گئی اس کے لئے جنت ہی جنت ہے۔
اللہ و رسول کے احکام ایسے نہیں جن میں ان کا نفع ہو۔

نہیں نہیں حکم دینے والے بے نیاز ہیں۔ ایک عطا کر نوا لا ہے،
دوسرا تقسیم کر نوا لا ہے۔ اِنَّمَا اَنَا فَاسِقٌ وَّ اَللّٰهُ يَعْطِي
ان کے ہر حکم میں سرسبز بارش ہی فائدہ ہے۔ اللہ و رسول کا
کوئی فائدہ نہیں۔ مگر بتانے والوں نے اس طرح بتایا کہ جیسے وہ
بے نیاز، نیاز مند ہے۔ نفس کا حال یہ ہے کہ اسی وقت رغبت
ہوتی ہے جب اپنا فائدہ نظر آتا ہے۔ نفس کے اس چلن سے ابلیس نے
فائدہ اٹھایا اور بندگان خدا کو امیدیں دلا دلا کر خوب گمراہ کیا۔ اور اللہ
کی طاعت جانے والے ابلیس کی طرف جانے لگے۔ اِنَّا شَرُّ النَّاسِ اَجْمَعِينَ

لے القرآن الحکیم . سورۃ المشرۃ . ۵

لے البخاری ، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل صبح بخاری ۱۰ ج ۱ ص ۱۶

۳

محدثین کرام نے اوراقِ احادیث میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
کی ایک ایک ادا کو محفوظ کر کے کتب احادیث کو محفوظ بنانا بنا دیا۔ اب
عالم ہے، یوں معلوم ہوتا ہے۔

یہ چل ہے، یہ چل ہے، یہ آ رہے ہیں، یہ آ رہے ہیں وہ جا رہے ہیں
دل تو یہ چاہتا ہے کہ ایک ایک ادا معلوم کی جائے۔ پھر ہر ادا
پر جان بچا کر کی جائے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیسی محبت
کی است فرمائی۔ فرماتے ہیں :-

وَاَنَا اَشْتَهِيْ اَنْ يَّصِفَ لِيْ مِنْهَا شَيْئًا
اَتَعْلَقُ بِهِ لے

” اور مجھے بڑا شوق تھا کہ (ماسوں جان) مجھ سے مانا جان کا
سراپا بیان کریں اور پھر میں ان کی ہر سب ادا کو اپنا لوں۔“
تو آئیے اس مغل کی طرف چلیں اور دیدار سے مشرف ہونے والوں سے
سراپے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم معلوم کریں۔ اور یہ پوچھیں کیا چہرہ انور

پریش مبارک تھی؟

(۱) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

"ہاں! گھنی داڑھی تھی! (كَثُ الثَّيْبَةُ) ۱۰

(ب) حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں :-

"ہاں! گھنی داڑھی تھی! (كَثُ الثَّيْبَةُ) ۱۰

(ج) وہی فرماتے ہیں :-

"ہاں! بھرواں داڑھی تھی! (عَظِيمُ الثَّيْبَةِ) ۱۰

(د) حضرت ہند بن ابی ہارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

"ہاں! گھنی داڑھی تھی! (كَثُ الثَّيْبَةُ) ۱۰

(ه) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

"ہاں! گھنی داڑھی تھی! (كَثُ الثَّيْبَةُ) ۱۰

(و) اور ایک جگہ فرماتے ہیں :-

وَكُنْتُ لِحْيَتُهُ قَدْ مَلَأَتْ مِنْ هُنَا إِلَى هُنَا،

۱۰ مباحث بن مولیٰ، الناصی ابو الفضل : اشعار . ۱۷ ، ص ۳۸

۱۰ ایضاً . ص ۳۸

۱۰ بیہقی ، ابو جعفر محمد بن حسین بن علی : شعب الایمان ، (بحوالہ لغت الفیض ، مطبوعہ لاہور) ، ص ۱۹

۱۰ احمد رضا خان : لغت الفیض . (۱۳۱۵ھ) . ص ۱۸

۱۰ ایضاً . ص ۱۹

۱۰ أَمَرَ يَدَيْهِ عَلَى عَاصِرِ ضَبِيرٍ ۱۰

(پھر اپنے رخساروں پر ہاتھ پھیر کر بتایا کہ) ریش مبارک یہاں

سے یہاں تک بھری ہوئی تھی۔

(س) حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْكَ

وَسَلَّمَ كَثِيرَ شَعْرٍ لِحْيَتِهِ ۱۰

"رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ریش مبارک میں بال بڑی

کثرت سے تھے"

(۷) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں :-

يَكْثُرُ دُهْنُ رَأْسِهِ وَتَسِيرُ لِحْيَتُهُ ۱۰

"سراقد سر میں تیل ڈالتے اور بے اوقات ریش مبارک میں

کنگھی کیا کرتے تھے"

(ط) آپ ہی کا اشارہ ہے :-

أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ جَالِسَانِ نَحْوِ الْمَنْبَرِ

إِذْ طَلَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ مِنْ

۱۰ احمد رضا خان : لغت الفیض . ص ۱۹

۱۰ انصاری ، ابو یوسف محمد بن مسلم بن حجاج : صحیح مسلم . ۲ ، ص ۲۵۹

۱۰ محمد امیر شاہ گیلانی ، انوار غوثیہ . ص ۶۰

بَعْضُ بَيِّنَاتٍ نَسَبَاتٍ يَمَسُّهُمُ لِيُخَيِّتَهُ ۝

”حضرت ابو بکر اور عمر مسجد نبوی میں منبر کے قریب بیٹھے تھے کہ اچانک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے دولت کدے سے ریش مبارک پر ہاتھ پھیرتے ہوئے باہر تشریف لائے۔“

آپ نے دیکھا، ہر دیکھنے والے نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر دارِ حیی کی بہاریں دیکھی ہیں۔ بار بار دیکھی ہیں اور بار بار بتایا ہے کہ اب شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہ رہی۔ — آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

۱۔ محمد امیر شاہ گیلانی : انوارِ نبویہ ص ۱۰۷

۴

مصلحینِ عالم کا یہ دستور رہا ہے کہ اپنے پیروکاروں سے ان باتوں کی امید رکھتے ہیں جو خود نہیں کرتے، یا کرتے تو ہیں مگر اس قدر نہیں جس قدر امید رکھتے ہیں۔ اسی لئے قرآن نے کہا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ”تم ایسی باتیں کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے؟“ مگر وہ دو جہاں کا تاجدار اور دو عالم کا مصلح (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اس شان سے جلوہ گر ہوتا ہے کہ پہلے خود کرتا ہے، پھر اپنے جانثاروں سے کہتا ہے۔ — جتنی ان سے امید رکھتا ہے، اس سے زیادہ خود کر کے دکھاتا ہے۔ — تو یہ تو آپ دیکھ چکے کہ اس نے کیا کیا آئیے اب یہ دیکھیں کہ اس نے (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے فداکاروں سے کیا کہا :-

(۱) خَالِفُوا الْمُشْرِكِينَ أَحْفُوا الشَّوَارِبَ
وَأَذِفُوا اللَّحِيَّةَ ۝

” مشرکین کے خلاف کرو، مونچیں خوب پست کرو اور

دارھی خوب بڑھاؤ۔“

(ب) اِنْهَكُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللَّحْيَ لَمْ

” مونچیں مٹاؤ، داڑھیاں بڑھاؤ۔“

(ج) اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللَّحْيَ لَمْ

” مونچیں خوب پست کرو اور داڑھیاں چھوڑ دو۔“

(د) اِنَّ سَمُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرًا خَفَاءَ

الشَّوَارِبَ وَاعْفَاءَ اللَّحْيَ لَمْ

” بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ

مونچیں خوب پست کرو اور داڑھیاں چھوڑ دو۔“

(هـ) جُرُّوا الشَّوَارِبَ وَاسْرُخُوا اللَّحْيَ خَالِفُوا

الْمَجْشُوسَ لَمْ

” مونچیں کتر، داڑھیاں بڑھنے دو، آتش پرستوں

کے خلاف کرو۔“

لہ صحیح بخاری : ج ۲ ، ص ۸۷۵

لہ ابوداؤد شریف : ج ۲ ، ص ۱۲۲

لہ ابوداؤد شریف : ج ۱ ، ص ۱۳۹

لہ ابوداؤد شریف : ج ۱ ، ص ۳۹۳

لہ ابوداؤد شریف : ج ۲ ، ص ۲۷۸

لہ ابوداؤد شریف : ج ۲ ، ص ۲۷۸

(ا) اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللَّحْيَ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ

” مونچیں خوب پست کرو اور داڑھیاں بڑھاؤ، یہودیوں

کی سی صورت بناؤ۔“

(ب) قَضُوا سَبَالَكُمْ وَفِرُّوا عَنَّا يَنْبِيَكُمْ وَخَالِفُوا

اهْلَ الْكِتَابِ لَمْ

” مونچیں کتر اور داڑھیاں خوب بڑھاؤ۔“

کتاب (یہود و نصاریٰ) کے خلاف کرو۔“

(ج) اَوْفُوا اللَّحْيَ وَقَضُوا الشَّوَارِبَ لَمْ

” داڑھیاں پوری کرو اور مونچیں ترشواؤ۔“

(د) اَحْفُوا الشَّوَارِبَ وَاعْفُوا اللَّحْيَ لَمْ

” مونچیں خوب پست کرو اور داڑھیاں خوب بڑھاؤ۔“

(هـ) لِيَكُنْ رَجُلِي اَمْرًا اِنْ اُخْفِيَ شَارِبِي وَاعْفَى لِحْيَتِي

” گرجے میرے پروردگار نے حکم دیا ہے کہ اپنی مونچیں پست

کروں اور دارھی بڑھاؤں۔“

لہ شرح معانی الآثار : ج ۲ ، ص ۲۷۸

لہ مسند احمد (بجواز لفظ الغض) ، ص ۲۸

لہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی : طبقات کبیر (بجواز لفظ الغض) ، ص ۲۸

لہ ابوجعفر احمد بن حسین بن علی سیقی : شعب الایمان ، (بجواز لفظ الغض) ، ص ۲۸

لہ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی : طبقات کبیر (بجواز لفظ الغض) ، ص ۲۸

اک، اِنَّهُ اَمَرَ بِاِخْفَاءِ الشَّوَارِبِ وَاغْفَاءِ اللُّحَى لَهُ
 " حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں کتروانے اور داڑھیاں
 بڑھانے کا حکم فرمایا ہے "

د، وَ قُرْ ذَا اللُّحَى وَ اخْفُوا الشَّوَارِبَ لَهُ
 " داڑھیاں خوب بڑھاؤ اور مونچھیں کترؤاؤ "

س، سَمِعْتُ اَمْرًا فِي بَاغْفَاءِ لِحْيَتِي وَ قَصَّ شَوَارِبِي لَهُ
 " میرے پروردگار نے مجھے اپنی داڑھی بڑھانے اور مونچھیں
 کتروانے کا حکم دیا ہے "

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھنے
 کی کتنی تاکید فرمائی ہے۔ اور تاکید شدید کا اندازہ اس سے
 لگایا جاسکتا ہے کہ یہ فرمایا جا رہا ہے :-

اَمْرًا فِي سَمْعِي

" میرے پروردگار نے مجھے حکم دیا ہے "

اللہ اکبر! اس حکم کی عظمت اور اہمیت پر تو غور کرو۔
 شہنشاہ مطلق، سرور انبیاء (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حکم دے رہا ہے اور

۱۔ صحیح مسلم : ج ۱ ، ص ۱۲۹

۲۔ صحیح بخاری : ج ۲ ، ص ۸۷۵

۳۔ ابن سعد : الطبقات الکبریٰ ، (بجوار لفظ الغضی ، ص ۲۹)

آپ کس اہتمام سے اس کا ذکر فرما رہے ہیں! — اور ہم کو حکم دے رہے
 ہیں — تو یہ حکم کوئی معمولی حکم نہیں — یہ سنت کوئی معمولی سنت
 نہیں — یہ وجوب سے گزر کر فرضیت کی سرحدوں میں داخل ہو رہی ہے
 — یہ رب کا حکم ہے — یہ ہمارے آقا و مولیٰ القہار و جہاں
 صل اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے —
 تم نے اگر یہ حکم نہ مانا تو دیکھنا کہیں وہ تنگا ہیں تم سے نہ پھر جائیں
 ۴۔ جان زندگی میں ہے

وہ جو نہ تھے تو کچھ بنتھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو

جان میں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے

دیکھو دیکھو! شاہ ایران کے حکم سے گورنر زمین باذان کے دو افسر
 دربار رسالت مآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں حاضر ہیں اور رعب نبوت
 سے کانپ رہے ہیں — سنو سنو! دیکھنے والے کیا کہہ رہے ہیں۔

اِنَّهُمْ اَدْخَلَا عَلٰی رَسُوْلٍ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ تَعَالٰی

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَا قَدْ حَلَقَا لِحَاهُمَا وَاغْفَا شَوَارِبَهُمَا

فَكَرِهَا النَّظَرُ اِلَيْهِمَا وَقَالَ وَيْلَكُمَا مَنْ اَمَرَ كُمَا

بِهَذَا؟ قَالَا لِرَبِّنَا، يَعْنِيَانِ كِسْرٰی — فَقَالَ

رَسُوْلُ اَللّٰهِ صَلَّى اَللّٰهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لٰكِنْ سَمِعْتُمَا اَمْرًا

بَاِغْفَاءِ لِحْيَتِي وَ قَصِّ شَوَارِبِي لَهُ

۱۔ الطبقات الکبریٰ ، (بجوار لفظ الغضی ، ص ۲۹)

”یہ دونوں جب بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئے تو دائرہیاں
منڈائے ہوئے اور مونچھیں بڑھائے ہوئے تھے۔
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے دیکھنے میں بھی کراہیت محسوس
ہوئی۔ آپ نے دریافت فرمایا، تم دونوں برباد ہو، آخر
تمہیں ایسا کرنے کا کس نے حکم دیا ہے؟۔ وہ بولے،
ہمارے پروردگار نے، (اس سے ان کی مراد شاہ ایران کسریٰ
تھا) پھر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا، مگر مجھے تو
میرے پروردگار نے دائرہیاں بڑھانے اور مونچھیں ترشوانے کا
حکم فرمایا ہے۔“

غور کرو! آتش پستوں کی دائرہیاں منڈی ہوئی اور مونچھیں بڑھی ہوئی
دیکھ کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کراہیت آئی، تو جب اس حالت میں ہم کو
دیکھیں گے تو چہرہ انور نہ پھیر لیں گے؟

دائرہیاں کا بنیادی مقصد قواطعتِ رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہی ہے
لیکن اگر دوسرے پہلوؤں پر بھی نظر ڈالی جائے تو بہت سے ذیلی مقاصد و منافع
سامنے آتے ہیں گویہ مقصود حقیقی نہیں۔

مثلاً روحانی لحاظ سے دیکھا جائے تو یہ ایک ایسا عمل ہے جس کو امت
مسلمہ نے چودہ سو سال سے سینے سے لگا رکھا ہے، اس عمل کا سلسلہ حضرت
آدم علیہ السلام پر فتنی ہوتا ہے تو اس عظیم سلسلے کے تصور ہی سے روح میں بالیدگی
اور تازگی پیدا ہوتی ہے اور رفعت کا ایک احساس کروٹ لیتا ہے جو قومی ترقی
کے لئے تریاق و اکسیر ہے۔ جمالیاتی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو
ایک نیا زاویہ نظر آتا ہے، جمال کا تعلق بقاء سے ہے، فنا سے نہیں تو جس نے
بقا کی طرف قدم بڑھایا تو اس نے جمال حقیقی کی قدر پہچانی۔ فنا
وہ لذت نہیں جو بقاء میں ہے۔ اور جہل وہی ہے جو جمال کی قدر کرے
۔ تمدنی لحاظ سے دیکھا جائے تو دائرہیاں سے قومی تشخص قائم رہتا ہے،
گردش زمانہ کے ساتھ ساتھ تاریخی عمل جو اپنا کام کرتا رہتا ہے، اس عمل کے
دائرے سے باخبر اور حساس ملت سرخروئی سے نکل جاتی ہے اور صدیاں
گزر جانے کے باوجود اس کا ملی تشخص باقی رہتا ہے۔ معاشرتی نقطہ نظر

سے دیکھا جائے تو دارِ وحی سے چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہم مسلمان ہیں، ہمارا وجود دوسروں کی نظروں میں مبہم نہیں رہتا، ہم چھپے نہیں رہتے۔ ہم عالم آشکار ہو جاتے ہیں۔ — ہم ہر جگہ جانے پہچانے جاتے ہیں۔ — اقتصادی زاویہ نگاہ سے دیکھا جائے تو دارِ وحی رکھنے سے بہت سا

وقت اور روپیہ پیسہ بچ جاتا ہے جو بے فائدہ ضائع ہوتا ہے۔ — ہر دانا و بینا انسان وقت اور پیسہ خرچ کر کے کچھ پاتا ہے مگر یہاں پاتا نہیں بلکہ کھوتا ہے۔ — تہذیبی لحاظ سے دیکھا جائے تو دارِ وحی رکھنے سے انسان خود بخود شائستہ بن جاتا ہے، کوئی ایسی حرکت نہیں کر پاتا جو شائستگی کے خلاف ہو، اگر کوئی ایسی ویسی بات کرتا ہے تو اس کا ضمیر خود اس کو طاعت کرتا ہے اور ٹوکنے والے بھی بر ملا ٹوک دیتے ہیں، ہر شخص اس سے نیک توقعات رکھتا ہے اس لئے وہ خود کو لئے دے رہتا ہے۔ — طبعی و طبی نقطہ نظر سے دیکھا جائے تو دارِ وحی مردانگی و رجولیت کو باقی رکھتی ہے۔ — ماہرین کا خیال ہے کہ اگر سات نسلوں تک دائرہ حیاں ضابطہ ہوتی رہیں تو انٹھویں نسل کے مرد مرد نہیں رہیں گے۔ — اگر ایسا ہوا تو وہ روزِ بد نوع انسانی کے لئے ایک المیہ ہوگا۔ —

یہ تمام فوائد و منافع اپنی جگہ مگر اطاعت و بندگی کی بہاروں کے سامنے ہر بہار چھب ہے۔ — جب دارِ وحی رکھو تو اسی نسبت سے رکھو کہ یہ رحمتِ قلبِ امین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کی نشانی ہے۔ —

اسلام دینِ فطرت ہے۔ — اس کو ایسی باتیں اچھی نہیں لگتیں جو فطرت کے خلاف ہوں۔ — عقائد میں کیا۔ — عبادات میں کیا۔ — معاملات میں کیا۔ — معاشرت میں کیا۔ — اطلاق میں کیا۔ — زندگی کے ہر شعبے میں فطرت کے تقاضوں کو سامنے رکھا گیا ہے۔ — توجہ دارِ وحی کا حکم دیا گیا تو وہاں بھی حسنِ فطرت اور تقاضائے فطرت کا پورا پورا لحاظ رکھا گیا اور وہی بات کہی گئی جو عینِ فطرت ہے۔ — اور جو عینِ فطرت ہے وہ عینِ انصاف ہے۔ —

اغْدِلُوا هُوَ أَقْرَبُ لِلتَّقْوَىٰ ۖ

اور یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ احادیثِ شریفہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہودیوں، عیسائیوں اور آتش پرستوں کی مخالفت کرو۔ — دائرہ حیاں بڑھاؤ اور مٹو پھیں تو شواہد۔ —

تہذیب و تمدن میں نشیب و فراز آتے رہتے ہیں۔ — عین ممکن تھا کہ ایسا انقلاب آجائے کہ جس روش پر مسلمان چل رہے تھے،

یہود و نصاریٰ اور مجوسی چلنے لگتے — مگر نہیں صدیاں بیت گئیں،
ایسا انقلاب نہ آتا تھا، نہ آیا — اس سے معلوم ہوا کہ دینِ فطرت کی
ہر بات، فطرت کے مطابق ہے جو بدلتی نہیں — ایک حالت پر رہتی ہے —
یہ بھی ممکن تھا کہ یہودی و عیسائی اور آتش پرست مومنین پست کرنے
لگے اور دائرہ حیاں بڑھانے لگتے — مگر آج تک ان لوگوں میں کوئی ایسی
صورت نظر نہ آئی — اگر دائرہ حیاں بڑھی ہوئی ملیں گی تو ساتھ ہی مومنین بھی
بڑھی ہوئی ملیں گی — وہ دینِ فطرت کی روش کو نہیں اپنا سکتے کہ
ان کے مزاج کی اٹھان غیر فطری ہے — دینِ فطرت کی باتیں ہی قبول
کرتے گا جو فطرت کی ذکر پر آجائے گا۔

بلاشبہ اسلام نہیں چاہتا کہ معاشرے میں کوئی بھی مسلمان
فطرت کے خلاف بغاوت کرے — اس کو ایسی بغاوتیں اچھی نہیں
لگتیں جو ہمارے لئے اچھی نہیں — وہ اپنی ذات سے تو بے نیاز
ہے — اس کو جو کچھ اچھا لگتا ہے، ہمارے ہی لئے اچھا لگتا
ہے — اور جو کچھ برا لگتا ہے، ہمارے ہی لئے برا لگتا ہے —
اس کی پسندیدگی اور ناپسندیدگی کے قربان! سبحان اللہ! —
تو آئیے دیکھیں، تعاضاے فطرت کی روشنی میں اسلام ہم سے ہمارے لئے
کیا چاہتا ہے — اور ہمارے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فطرت سے
آکادہ پیکار ہونے والوں کے لئے کیا فرما رہے ہیں — سنو سنو!
وہ کیا فرما رہے ہیں :-

(۱) لَعَنَ اللَّهُ الْمُتَشَبِّهِينَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ
وَالْمُتَشَبِّهَاتِ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ ۖ
”اللہ کی لعنت ان مردوں پر جو عورتوں کی وضع بنا میں اور ان عورتوں
پر جو مردوں کی وضع اختیار کریں“

(۲) لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُخَنَّثِينَ
مِنَ الرِّجَالِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ وَقَالَ
آخِرُ جُزْءِهِمْ مِنْ بَيُوتِكُمْ ۖ
”رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے زمانے مردوں اور
مردانہ عورتوں پر لعنت فرمائی اور فرمایا ان کو اپنے گھروں سے
شکال دو“

(۳) لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
الرَّجُلَ يَلْبَسُ لِبْسَةَ الْمَرْأَةِ وَالْمَرْأَةَ تَلْبَسُ
لِبْسَةَ الرَّجُلِ ۖ

۱۔ صحیح بخاری : ج ۲ ، ص ۸۴۳

(۲) ترمذی شریف : ص ۳۹۶

(۳) نسائی شریف : (بجواز لفظی) ، ص ۴۱

(۴) ابوداؤد شریف : ص ۱۱۳

۵۔ بخاری شریف : ج ۲ ، ص ۸۴۳

۶۔ نسائی شریف : (بجواز لفظی) ، ص ۴۲

” رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس مرد پر لعنت فرمائی جو عورتوں کا پہناوا پہنے اور اس عورت پر بھی لعنت فرمائی جو مردوں کا پہناوا پہنے “

(د) لَيْسَ مِثْلًا مَنْ تَشَبَّهَ بِالرِّجَالِ مِنَ النِّسَاءِ وَلَا مَنْ تَشَبَّهَ بِالنِّسَاءِ مِنَ الرِّجَالِ ۝

” عورتوں میں وہ عورت ہم میں سے نہیں جو مردوں جیسی بنے اور نہ مردوں میں سے وہ مرد ہم سے ہے جو عورتوں جیسا بنے “

(هـ) لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَشَبِّهِ الرِّجَالِ الدِّينِ مِثْلَ تَشَبُّهُنَّ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَرَجِّلَاتِ مِنَ النِّسَاءِ الْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ (المحدث) ۝

” رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان زنانے مردوں پر لعنت فرمائی جو عورتوں کی صورت بنائیں اور ان مردانی عورتوں پر لعنت فرمائی جو مردانی شکل بنائیں “

(و) ثَلَاثَةٌ لَا يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ أَبَدًا الذِّيُوثُ وَالْمُتَجَلِّلَةُ مِنَ النِّسَاءِ وَمُذْمِنُ الْخَمْرِ ۝

۱۔ احمد بن حنبل : مسند ، (بحوالہ المعتمد ، ص ۴۰)

۲۔ ابیہ

۳۔ ابوالقاسم میان بن احمد طبرانی : معجم کبیر ، (بحوالہ المعتمد ، ص ۴۳)

” تین شخص جنت میں کبھی نہ جائیں گے ، ذیو ث اور مردانی عورت اور شراب کا دھنی “

(۱) ثَلَاثَةٌ لَا يَنْظُرُ اللَّهُ إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ الْعَاثِيُ بِالْأَيْدِيَةِ وَالْمَرْءُ الْمُتَرَجِّلُ الْمُتَشَبِّهُهُ بِالرِّجَالِ وَالذِّيُوثُ ۝

” تین شخصوں پر اللہ تعالیٰ قیامت کے دن رحمت کی نظر نہ فرمائے گا ، ماں باپ کا نافرمان ، مردوں کی وضع بنائی مردانی عورت اور ذیو ث “

(۲) أَنَا بَعْدُ يُصْبِحُونَ فِي غَضَبِ اللَّهِ وَيُتَسَوِّتُ لِي غَضَبِ اللَّهِ الْمُتَشَبِّهُونَ مِنَ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَالْمُتَشَبِّهَاتُ مِنَ النِّسَاءِ بِالرِّجَالِ (المحدث) ۝

” یہ چار شخص صبح کریں تو اللہ کے غضب میں شامل کریں تو اللہ کے غضب میں ——— زنانی وضع اختیار کر نیوالے

مرد اور مردانی وضع اختیار کر نیوالی عورت ——— الخ “

اور وہ چار شخص جن پر اللہ تعالیٰ عرش سے دنیا و آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور فرشتے آمین کہتے ہیں ——— ان چار شخصوں میں دو ہیں

۱۔ ابیہ

۲۔ احمد بن حنبل بن علی ، شعب الایمان (بحوالہ المعتمد ، ص ۴۳)

(ط) مَا جُلِّ جَعَلَهُ اللَّهُ ذَكَرًا فَأَنْتَ نَفْسَهُ وَتَشَبَّهَ
بِالنِّسَاءِ وَامْرَأَةً جَعَلَهَا اللَّهُ أَنْثَى فَتَذَكَّرْتَ
وَتَشَبَّهْتَ بِالرِّجَالِ (المحدث) ۱

”وہ مرد جسے خدا نے زبایا اور مادہ بنے، عورتوں کی وضع اختیار
کرے اور وہ عورت جسے خدا نے مادہ بنایا اور وہ زبے اور مردانی
وضع اختیار کرے“

ان تمام احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کو پسند نہیں کہ
انسان فطرت کے خلاف کوئی روش اختیار کرے، خواہ وہ حقیقی ہو یا مجازی۔
اگر اس نے ایسا کیا تو وہ اللہ کی رحمت سے محروم ہے۔ اگر دیکھا جائے
تو داری منڈنا بھی ایک طرح مجازی طور پر اپنے آپ کو عورتوں کی مثل بناتا ہے
تو پھر کہیں ایسا تو نہیں کہ یہ ساری حدیثیں ہمارے افکار و اعمال کی
نشاندہی کر رہی ہوں؟

ایک حدیث سے تو یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ تمام احادیث ہمارے
فکر و عمل کی غماز ہیں۔ اس حدیث شریعت میں بالوں کی غیر فطری
تراش و تراش کرنے والے کو بھی رحمت الہی سے محروم قرار دیا ہے۔
سنئے! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیا ارشاد فرما رہے ہیں :-

مَنْ مَثَّلَ بِالشَّعْرِ فَلَيْسَ لَدَيْهِ عِنْدَ اللَّهِ خَلْقٌ لَهُ
”جو اپنے بالوں کو صورت سے بے صورت بنا دے، اللہ
عزوجل کے ہاں اس کا کچھ حصہ نہیں“

یہاں پر ایک بات اور یاد رکھنے کے قابل ہے، شریعت اسلامی میں
مسلم یا غیر مسلم مقتول کا مُشَدِّ بنانا یعنی ہاتھ پیر اور ناک کان کاٹنا اور صورت سے
بے صورت کرنا حرام ہے، تو اگر مقتول کے داری ہو تو اس کا مونڈنا بھی شرعاً
حرام ہوگا کہ یہ عمل مُشَدِّ بنانے کے حکم میں ہے، احترام انسانیت اور تعاضلے
فطرت کے پاس دلچاظ کی اس سے بڑھ کر اور کیا مثال ہوگی؟

(د) وَأَمَّا الْآخِذُ مِنْهَا وَهِيَ دُونَ ذَلِكَ كَمَا يَفْعَلُهُ
بَعْضُ الْمَغَارِبَةِ وَمَخْتَلِئَةُ الرِّجَالِ فَلَمْ يَنْفَعْ
أَحَدٌ وَآخِذٌ كُلُّهَا فَعَلُ هُنُودُ الْهِنْدِ وَالْمَجُوسُ
” اور مقدار ایک مشت سے کم کرنا جیسا کہ بعض مغربی لوگ
اور مختل مرد کرنے لگے ہیں کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں اور ساری
دارھی منڈانا تو ہندوستان کے ہندوؤں اور ایران کے مجوسیوں
کا فعل ہے “

(هـ) وَقَصُّ اللَّحْيَةِ كَانَ مِنْ مُنَنِ الْأَعَاجِمِ وَهُوَ
الْيَوْمُ شِعَارُ كَثِيرٍ مِنَ الْمُشْرِكِينَ وَالْأَفْرَنِجِ
وَالْهُنُودِ وَمَنْ لَا خَلْقَ لَهُمْ فِي الدِّينِ ۝

” اور دارھی منڈانا ایرانیوں کا شیوہ ہے اور آج تو وہ
بہتیرے مشرکوں انگریزوں اور ہندوؤں کا طریقہ ہو گیا ہے اور
وہ ان لوگوں کا شعار بن گیا ہے جن کو دین سے کوئی سروکار نہیں
مندرجہ بالا عبارات سے معلوم ہوا کہ دارھی منڈانا مسلمانوں کا

۱۔ محمد ملاؤ الدین حقّی الحنفی، در المختار فی شرح تنویر الابصار (بجوال ایضاً صفحہ ۳۲) ۳۲
۲۔ ہیجی شرح مشکوٰۃ، (بجوال ایضاً، ص ۳۳)

(ب) علی قاری، ملا، مرقاة شرح مشکوٰۃ، (بجوال ایضاً ص ۲۲)

(ج) محمد الحق دہلوی، لمعات شرح مشکوٰۃ، (ایضاً ص ۳۳)

شیوہ نہیں بلکہ یہودیوں، عیسائیوں، مجوسیوں، فرنگیوں اور ہندوؤں کا شیوہ
۱۔ ہے — ظاہر ہے یہ لوگ اسلام کی نظر میں اللہ کے دوست نہیں
بلکہ اس کے دوست ہیں جو اللہ کے مد مقابل آیا اور دھتکارا گیا — اس
مذہبی اور نجیبی کے بعد اس نے اولاد آدم سے انتقام لینے کی ٹھان لی کیونکہ
آدم (علیہ السلام) نہ ہوتے تو سجدے کے لئے نہ کہا جاتا اور سجدے کے لئے
نہ کہا جاتا تو یہ آفت نہ آتی — اس لئے ابلیس کی نظر میں اس کی بدبختی
کے ذمہ دار آدم (علیہ السلام) تھے — اس نے جوش انتقام میں جو کچھ
کہا قرآن نے بڑی کراہیت کے ساتھ اس کو نقل کیا ہے — ارشاد
ہوتا ہے :-

لَعَنَ اللَّهُ وَقَالَ لَا تَخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ
نَصِيبًا مَفْرُوضًا ۝

” اللہ نے اس پر لعنت کی چونکہ اس نے یہ کہا تھا کہ میں نے
تیرے بندوں میں سے اپنا لگا بندھا حصہ ضرور لوں گا “

خدا وہ روزِ سیاہ نہ دکھائے کہ ہمارا حساب کتاب ابلیس لعین کے
حصے میں آئے، آمین! — ابلیس نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ یہ بھی صاف
صاف اعلان کیا :-

وَلَا أُمِرْتُ أَنْ أَقْلِبَ خَلْقَ اللَّهِ وَمَنْ يَتَّخِذِ

الشَّيْطَانُ وَلِيًّا مَنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا
مُتَّبِعِينَاهُ وَيَعِدُهُمْ وَيُمَدِّدُهُمْ وَمَا يَعِدُهُمْ الشَّيْطَانُ
إِلَّا غُرُورًا ۝ ۱۷

”بے شک میں ان کو حکم دوں گا (تو وہ میرے حکم پر) اللہ کی بنائی
ہوئی چیزیں بگاڑیں گے (ہم یہ بات واضح کر دینا چاہتے ہیں) کہ جو کوئی
اللہ کو چھوڑ کر ابلیس کو اپنا دوست بنائے تو بے شک اس نے سراسر
نقصان ہی نقصان اٹھایا (ابلیس ان کو) امیدیں دلاتا ہے اور
وہ ان کو امیدیں اور وعدے کیا دلاتا ہے نرا دھوکا ہی دھوکا
ہے۔“

اس آیت سے معلوم ہوا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی
چیز کو ابلیس کے اشارے پر اس کے چاہنے والوں اور فرمانبرداروں نے
بگاڑا، دائرہ مونیٹنگ بھی تصویر کا بگاڑنا ہی ہے اور جیسا کہ عرض کیا گیا یہ کام
پہلے پہل یہودیوں، عیسائیوں اور دوسرے کفار و مشرکین نے کیا۔
اللہ تعالیٰ نے پوری انسانیت کے لئے ایک راہ متعین کی جس کو ہر عہد اور
زمانے میں ”اسلام“ کے نام سے یاد کیا گیا اور ہر قوم کو حکم دیا گیا کہ اسی
راہ پر چلے مگر پھر بھی لوگوں نے صراطِ مستقیم کو چھوڑ کر دوسری راہیں اختیار کر لی
یہ وہی راہیں تھیں جو ابلیس نے متعین کیں اور مخلوقِ الہی کو گمراہ کیا،

اس لئے قرآن نے اللہ کے سچے بندوں کو ابلیس کے چلن پر چلنے سے روکا ہے
— سنو سنو! قرآن کیا کہہ رہا ہے :-

(ا) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ
وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ
بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ۝ ۱۸

”اے ایمان والو! شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو۔
جو شخص شیطان کے قدم بہ قدم چلا تو وہ بے حیائی اور برکی بات
کا حکم کرتا ہے۔“

(ب) يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً
وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُنْزُ عَدُوٍّ
مُبِينٌ ۝ ۱۹

”اے ایمان والو! اسلام میں پورے کے پورے داخل ہو جاؤ
اور شیطان کے قدم بہ قدم نہ چلو، اس میں کوئی شک نہ کرنا کہ وہ تمہارا
کھلا دشمن ہے۔“

قرآن کا یہ فرمان کہ ادْخُلُوا فِي السِّلْمِ كَآفَّةً (اسلام میں پورے
پورے داخل ہو جاؤ) صاف صاف بتا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں

کہ دین اسلام میں داخل ہونے کے بعد کچھ باتیں اللہ کی مان لی جائیں اور کچھ باتیں کی — یہ دوہری اطاعت اور دوہری وفاداری عقل و دماغی کے بھی خلاف ہے — ایک ملک میں دو بادشاہوں کا حکم نہیں چل سکتا چر جائیگا بادشاہ اور اس کے باغی کا حکم ساتھ ساتھ چلے !

لیکن افسوس ہمارے بعض بادشاہوں اور شاہزادوں نے مسلم معاشرے کو باغیانہ فکر دیا، جس نے مزاجوں کو مسموم کر دیا — ایک شاعر کہتا ہے ۔

خط کے آنے سے ہوا معلوم جانا حسن کا

نویں خطوں نے اب نکال پیش خانہ حسن کا

شعرا اسلام کا مذاق اڑایا، حلال کو حرام اور حرام کو حلال بتایا گیا اور سب نے ٹھنڈے دل سے سنا اور خاموشی سے تماشا دیکھا — کسی کو ہمت نہ ہوئی کہ ٹوکتا — شاعر کے لئے چہرہ بے ریش ہی گوارہ حسن و جمال ہے — داڑھی کیا نکلی گویا حسن و جمال کا سارا بکھیرا پھیل گیا — سبحان اللہ! اس معیار حسن پر ماتم کیجئے جو دیکھتے ہی دیکھتے ایک مختصر سی داڑھی کی نذر ہو گیا — انگریزی شاعر کیٹس نے کیا خوب کہا ہے :-

”حسن صداقت ہے — اور صداقت حسن

ہے، دنیا میں رہ کر یہی ہمیں جاننا چاہئے اور اسی کی ہم کو ضرورت ہے“

اس جس طرح سچائی کو زوال نہیں اسی طرح حسن حقیقی کو بھی زوال نہیں اور جمال ہے جو پسندیدہ جمیل ہے — اللہ جَمِیلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ —

چنانچہ قرآن میں جہاں ابلیس کی چال چلنے والوں اور اس کی امیدیں اور اعداؤں سے نو لگانے والوں کے لئے یعنی حسن حقیقی سے روگردانی کرنیوالوں کے لئے وعید ہے :-

أُولَٰئِكَ مَا لَهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا يُجِدُونَ عَنْهَا مَخِصَصًا ۝

• یہی لوگ ہیں جن کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ اس سے

بچ سکنے کی جگہ نہ پائیں گے :-

وہاں اللہ و رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے چاہنے والوں اور ان کے ہمارے ہوئے راستے پر چلنے والوں یعنی حسن حقیقی کے پرستاروں کے لئے خوشخبری اور بشارت بھی ہے :-

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ
سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا
الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا وَعْدَ اللَّهِ
حَقًّا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ

قِيلَ لَهُ

”جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے اچھے کام کئے تو ہم ان کو ایسے باغوں میں لے جائیں گے جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، یہ لوگ یہاں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے، اللہ کا یہ وعدہ سچا ہے اور کوئی بے جس کی بات اللہ سے زیادہ سچی ہو؟“

۱۳۲ سورۃ النہار ، ۱۳۲

۸

کبھی کبھی دل یہ سوال کرتا ہے کہ جب وارثی اسلام کی عظیم نشانی ہے اور پہلے پہل غیر مسلم اہل کتاب اور کفار و مشرکین نے اس نشانی کو مٹایا تو اگر ہم اس کو کتب سے مٹانے لگے اور کیوں مٹانے لگے؟ — ہم نے صدیوں اس نشانی کی حفاظت کی، پھر یہ خود بخود کیا ہوا کہ اپنے ہاتھوں اپنی نشانیاں فنا کرنے لگے؟ — آخر یہ انقلاب آیا تو کیسے آیا؟ —

ہاں آئی تو کیر کھرائی؟ —

متاع راحت شادی ما بغارت داد

چہ فتنہ بود کہ ناگر در آمد از دریا

سوال بڑا معقول ہے — ایک دلی کامل حضرت ابو بکر و راق

علیہ الرحمہ سے اس سوال کا بصیرت افروز جواب سنئے! — آپ

فرماتے ہیں :-

النَّاسُ ثَلَاثَةٌ، الْعُلَمَاءُ وَالْأُمَرَاءُ وَالْفُقَرَاءُ

فَسَدَ الْعُلَمَاءُ فَسَدَ الطَّاعَةُ وَالشَّرِيعَةُ وَإِذَا فَسَدَ الْأُمَرَاءُ

فَسَدَ الْمَعِاشُ وَإِذَا فَسَدَ الْفُقَرَاءُ فَسَدَ الْخَلْقُ

۱۱۳ کشف المحجوب ، (مطبوعہ لاہور، ۱۹۲۳ء) ، ص ۱۱۳

”میں قسم کے لوگ ہیں علماء، امراء اور فقراء۔۔۔۔۔ جب علماء میں تباہی آتی ہے تو بندگی اور شریعت کی پابندی دونوں ڈانوا ڈول ہو جاتے ہیں۔۔۔۔۔ جب امراء میں تباہی آتی ہے تو لوگوں کی گزر بسر اور معاش میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے اور جب فقراء میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے تو اخلاق غت رلود ہو کر رہ جاتے ہیں۔“

بادشاہوں اور وزیروں کی تباہی ظلم سے ہوتی ہے، لالچ و حرص سے علماء تباہ ہوتے ہیں اور ریاء و نام و نمود سے فقراء خاک میں مل جاتے ہیں۔۔۔۔۔ جب تک بادشاہ، وزیر علماء سے منہ نہیں موڑتے، تباہ نہیں ہوتے۔۔۔۔۔ اور جب تک علماء، بادشاہوں اور وزیروں کی صحبت سے دور رہتے ہیں، تباہ نہیں ہوتے اور جب تک فقراء، نام و نمود کی خواہش سے دور رہتے ہیں، تباہ نہیں ہوتے۔

اگر تاریخ اسلام کو پڑھا جائے (خصوصاً اس صدی کی تاریخ کو) تو ہمیں بہت ایسے علماء ملیں گے جن کی تباہی نے افراد ملت کے دلوں سے بندگی کی لذت چھین لی اور شریعت و طریقت کا باغی بنا دیا۔۔۔۔۔ سچ کہا ہے کہ ساری مخلوق الہی کی تباہی، بربادی علماء، امراء اور فقراء کی تباہی میں مضمر ہے۔۔۔۔۔

دارمعی کو اللہ نے پسند کیا، اس کے رسول (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے پسند کیا، اس کے فرشتوں نے پسند کیا۔۔۔۔۔ اور پھر صحابہ نے سینہ سے لگایا، چاروں اماموں نے اس کی حرمت کا اعلان کیا۔۔۔۔۔ بزرگوں نے اپنے اپنے چہروں کو اس سے زینت بخشی۔۔۔۔۔

پہلے اوراق میں اللہ جل مجدہ اور اس کے رسول کریم (علیہ التہنیت والتسلیم) کے احکام و ارشادات بیان کئے گئے۔۔۔۔۔ اب کچھ فرشتوں کی باتیں سن لیں، پھر ائمہ اربعہ اور بزرگوں کی باتیں سنائیں گے۔۔۔۔۔

(۱) قَدْ ذُكِرَ فِي بَعْضِ الْأَخْبَارِ أَنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً يَقْسِمُونَ وَالَّذِي نَرَيْنَ بَيْنَ آدَمَ بِأَلْحَى لَهُ

”بعض حدیثوں میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے یوں قسم کھاتے ہیں کہ قسم ہے اس فات کی جس نے اولادِ آدم کو دارمعی سے زینت بخشی۔“

(۲) إِنَّ لِلَّهِ مَلَائِكَةً تَسْبِيحُهُمْ سُبْحَنَ مَنْ نَرَيْنَ السَّجَّالَ

بِاللُّحَى وَالْيَسَاءِ بِالْقُرُونِ ۝

”بے شک اللہ عزوجل کے کچھ فرشتے ہیں جو اس طرح اللہ کا ذکر کرتے ہیں، پاک ہے وہ ذات جس نے مردوں کو دارھیںوں سے زینت بخشی اور مردوں کو زلفوں سے“

آسمان وزمین میں دارھی کی یہی قدر و منزلت تھی جس نے صحابہ کو اس کا آرزو مند بنایا۔۔۔۔۔ شرح قاضی جو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں قاضی تھے، ان کی پیدائشی دارھی نہ تھی جس سے وہ بہت رنجیدہ رہتے تھے اور کبھی کبھی عالم حزن و یاس میں فرمایا کرتے تھے:-
”میری آرزو ہے کاش دس ہزار دے کر دارھی مل جاتی“ ۱
اسی طرح احنف بن قیس جو مشہور تابعی ہیں وہ پیدائشی طور پر اس نعمت سے محروم تھے، ان کے دوست احباب کہتے تھے:-
”اگر میں ہزار میں بھی دارھی ملتی تو احنف کیلے فرمیتے“

۱۔ ابوحامد محمد بن محمد خراسانی: کیا ہے سادت (بجواز لفظی) ص ۴۰

۲۔ لفظی: (طبرستان لاہور) ص ۲۴

۳۔ ابیہ: ص ۲۴

فقہ اسلامی کے چاروں اماموں نے دارھی منڈانا حرام لکھا ہے اور دارھی منڈانا واجب۔۔۔۔۔ کوئی ایسا نہیں جس کا ذرہ برابر منڈانے کی طرف ملامت ہو۔۔۔۔۔ ہر مسلک فکر نے اس کا احترام کیا ہے اور اس کو قدر و منزلت کی نظر سے دیکھا ہے۔

(۱) امام محمد فرماتے ہیں:-

وَكَذَٰلِكَ يَحْرُمُ عَلَى الرَّجُلِ قَطْعُ لِحْيَتِهِ ۝

”اور اسی طرح مرد کو دارھی منڈانا حرام ہے“

(۲) فقہ حنفی کی کتاب در مختار میں ہے:-

يَحْرُمُ عَلَى الرَّجُلِ قَطْعُ لِحْيَتِهِ ۝

”مرد کے لئے دارھی منڈانا حرام ہے“

(۳) فقہ شافعی کی کتاب شرح ابیہ میں ہے:-

قَالَ الْأَذْهَبِيُّ الصَّوَابُ تَحْرِيمُ حَلْقِهَا جُمْلَةً

طحاوی کتاب الآثار (بجواز مروتی، دارھی کی قدر و قیمت، میرٹھ، ص ۲۱)

طحاوی کتاب الآثار (بجواز لفظی، ص ۲۴)

بَغَيْرِ عِلَّةٍ وَقَالَ ابْنُ الرَّافِعِ إِنَّ الشَّافِعِيَّ نَفَقَ
فِي الْأَقَمِّ بِالتَّخْرِيبِ ۞

" امام اذہمی فرماتے ہیں کہ صحیح یہی ہے کہ بلا ضرورت شدیدہ
دارہمی منڈانا حرام ہے اور امام ابن رافع کہتے ہیں کہ کتاب " اتم میں
خود امام شافعی نے اس کے حرام ہونے کی تصریح کی ہے "۔
(۵) فقہ مالکیہ کی کتاب "الابواب" میں ہے :-

مَذْهَبُ السَّادَةِ الْمَالِكِيَّةِ حُرْمَةُ حَلْقِ
الِلَّحْيَةِ وَكَذَا اقْصَرُهَا إِذَا يَخْصُلُ بِهِ مُثْلَةٌ ۞
• حضرات مالکیہ کا مذہب یہ ہے کہ دارہمی منڈانا حرام ہے
اور اسی طرح اس کا کتر وانا بھی حرام ہے جب کہ اس سے صورت بگڑے
(۶) مؤلف امام مالک میں ہے :-

كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا أَحْلَقَ رَأْسَهُ فِي حَيْثُ
أَوْعُمَرُ أَخَذَ مِنْ لِحْيَتِهِ وَشَايَ بِهِ ۞
" ابن عمر ج یا عمرہ کرتے وقت جب سر منڈایا کرتے تھے تو
اپنی دارہمی اور مونچھوں سے بھی لیا کرتے تھے "۔

۱۔ سید جمال الدین عبد اللہ بن محمد الحسینی، شرح ابواب (بجواز طہارتی، دارہمی کی قدوقیمت، میرٹھ، مل)
۲۔ الابواب فی مصادر الابداع، (بجواز ظاہر شاہ، دارہمی قرآن وحدیث کی روشنی میں، مدین، ص ۴۰)
۳۔ امام ابو عبد اللہ مالک بن انس، موطا، امام مالک، مطبوعہ دہلی، ص ۱۵۵

فقہ حنبلی کی کتابوں شرح المنہجی اور شرح منظومۃ الادب میں ہے :-
أَلَمْ نَعْتَذِرْكُمْ خُرْمَةَ حَلْقِهَا وَمِنْهُمْ مَنْ صَرَّحَ
بِالْحُرْمَةِ وَلَمْ يَخْلِبْ خِلَافًا كَصَاحِبِ الْأَمْصَافِ ۞
" معتبر قول یہی ہے کہ دارہمی منڈانا حرام ہے اور بعض علماء مثلاً
مؤلف انصاف نے حرمت کی تصریح کی ہے اور اس حکم میں کسی کا
بھی خلاف نقل نہیں کیا "۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ فقہ اسلامی کے چاروں امام اس پر متفق ہیں
کہ دارہمی منڈانا حرام ہے جو اماموں کی تقلید نہیں کرتا، اس کے لئے قرآن وحدیث
کا ارشاد کافی ہے۔ تاریخ شہادت دیتی ہے کہ دور رسالت مآب
(صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد سے دور صحابہ، دور تابعین، دور تبع تابعین اور
اس کے بعد کے ادوار میں گزشتہ تیرہ سو برس میں کسی ولی، صوفی، عالم،
حافظ، قاری نے دارہمی کو صاف نہیں کرایا بلکہ عامۃ المسلمین میں اس کو حسن و
بہال کی نشانی سمجھا جاتا تھا۔ ہاں چودھویں صدی کے آغاز سے
انقلابات آئے اور ان آنکھوں نے بہت کچھ دیکھا۔

عرض کیا جا چکا ہے کہ دارہمی کو اگر صاف کرایا ہے تو یہودیوں نے
عیسائیوں نے، مجوسیوں نے، دہریوں نے اور ہندوؤں نے۔ اب
پھر مسلمان کے لئے لمحہ فکریہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا دامن

۱۔ شرح المنہج، (بجواز ظاہر شاہ، دارہمی قرآن وحدیث کی روشنی میں، ص ۴۰)
۲۔ شرح منظومۃ الادب (بجواز مذکورہ)

وابستہ کرنے کے بعد کیا وہ یہ پسند کرے گا کہ وہ راہ اختیار کرے جو خدا اور
 رسول کے دشمنوں نے اختیار کی — عقل بھی یہی کہتی ہے اور دل بھی یہی
 کہتا ہے کہ ایسا نہ کرنا چاہئے — محبت ہوتے ہوئے دشمن محبوب کی چال
 پر چلنا ناممکن ہے — تو جو بھی چلا بغیر شعوری طور پر چلا — دیکھا
 دیکھی چلا — اس کو خبر نہیں کہ اس نے کیا کیا اور وہ کیا کر رہا ہے ؟
 — خبر ہوتی تو کیوں کرتا؟ — محبت ہوتے ہوئے اغیار کی راہ پر
 چلنا ناممکن ہے — ہاں محبوب کی راہ پر چلنا آسان ہے — یہ
 ایک نفسیاتی حقیقت ہے — مگر افسوس ہم نے آسان کو مشکل بنا دیا اور
 مشکل کو آسان ۛ

دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں!

یہ تو آپ نے دیکھ لیا کہ دارِ محی کا حکم عرش بریں سے آیا، اس کے دشمنوں
 نے آسمان کی بندیوں میں اس کا چرچا کیا، اس کے رسول کریم علیہ التحیۃ والتسلیم
 نے عمل کر کے اپنے متوالوں کو طاعت و بندگی کا سلیقہ بتایا — پھر اہل
 بیت اطہار نے عمل کیا، صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے عمل کیا،
 تابعین نے عمل کیا، تبع تابعین نے عمل کیا — الغرض عمل کا یہ سلسلہ
 آج تک ختم نہ ہوا — ہاں پوچھنے والا یہ پوچھ سکتا ہے کہ اس کو فہم
 رحیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے اس کا کوئی پیام بھی متعین فرمایا؟ —
 شریعت میں کوئی چیز بے پیام نہ نہیں — ہر چیز کا ایک پیام ہے
 — ہر چیز کی ایک حد ہے — کوئی چیز لامحدود اور غیر معین
 نہیں کہ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا — وہ
 ہمارے لئے آسانیاں چاہتا ہے، دشواریاں نہیں — یُرِيدُ
 اللَّهُ يَخْفِضَ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ يَكْثُرَ الْعُسْرَ — وہ

اپنے بندوں پر رحیم و کریم ہے — کَتَبَ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ لَہ
— بیشک اس نے اپنے حبیب حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو داڑھی رکھنے
کا حکم دیا تو کوئی پیانا بھی بتایا ہوگا — !

شرعیات کے کوئی ایسی بڑی ذمہ داری عائد نہیں کی جو خلافِ فطرت
ہو اور فطرتِ انسانی پر گراں ہو — جو فرض عائد کیا گیا وہ تقاضائے
فطرت ہے بلکہ عینِ فطرت کا اسلام دینِ فطرت ہے — لم یؤثر فی
داڑھی کی ضرورت نہیں — صرف ایک مشقت کافی ہے جو ظاہری و
معنوی حسن و جمال کو دو بالا اور شوکت و مصلحت کو دو چند کرتی ہے —
یہ بات سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اہل بیتِ کرام اور صحابہ عظام
رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے عمل سے ثابت ہے — اس پیانے سے
کم کسی سے ثابت نہیں — ہاں ہم گنہگاروں کے عمل سے ضرور
ثابت ہے، ثبوت و حجت کے لئے ہمارا عمل عقل و دل دونوں کے لئے
ہرچ ہے —

آئیے! تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حاضر
ہوں اور آپ کو ایک نظر بھر کے تو دیکھیں — مگر کسی کی تاب ہے
کہ نظر بھر کے دیکھے؟ ع

پامال اک نظر میں ثبات و قرار ہے!

تو پھر ان کے پاس چلیں جو دیدار سے مشرف ہو چکے ہیں — سنو! وہ
کیا کہتے ہیں :-

(۱) اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ
يَأْخُذُ مِنْ لِحْيَتِهِ مِنْ طُولِهَا وَمِنْ عَرْضِهَا لَہ
”نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ریش مبارک کے طول و عرض سے
لیا کرتے تھے“

سید علی زادہ، شرح شریعۃ الاسلام میں لکھتے ہیں :-
(وَكَذَلِكَ اخْفَاءُ الشَّوَارِبِ وَإِعْفَاءُ اللَّحْيَةِ
فَإِنَّهُ) أَيُّ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (كَانَ
يَأْخُذُ مِنْ عَرْضِهَا وَطُولِهَا) إِذَا نَادَى عَلَى قَدَرِ
النَّبُؤَةِ (و) كَانَ يَفْعَلُ ذَلِكَ الْآخِذَ فِي
الْخُمَيْنِ أَوِ الْجُمُعَةِ (وَلَا يَسْتَرْكُهُ مُدَّةً طَوِيلَةً
فَوْقَ الْمُسْبُوعِ لَہ

” (اور یہ نبی نہیں لپٹ کر نا اور داڑھی بڑھانا ہے کیونکہ آپ
یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اپنی ریش مبارک کے طول و عرض سے
لیا کرتے تھے) جبکہ ریش مبارک مٹھی بھر سے نامد ہوتی (اور) یہ

(یعنی ریش مبارک سے لینے کا عمل جمعرات یا جمعہ کو کیا کرتے تھے اور زیادہ سے زیادہ تاخیر ایک ہفتہ کی ہوا کرتی تھی۔)

(ب) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

كَانَتْ لِخَيْتَةِ قَدْ مَلَكَتْ مِنْ هُمَنَا إِلَى هُمَنَا
وَأَمَرَ يَدِي عَلَى عَائِضَتِي ۖ

” حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک یہاں سے یہاں تک بھری ہوئی تھی ایسے کہتے ہوئے حضرت انس نے اپنے دونوں رخساروں پر ہاتھوں کو پھیرا۔“

اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک غیر معمولی لمبی ہوتی تو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوپر سے نیچے کی طرف اشارہ فرماتے لیکن آپ نے ایسا نہ کیا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ریش مبارک سینہ کے اوپر ہی پھیلی ہوئی تھی چنانچہ ایک حدیث شریف میں آتا ہے :-

(ج) كَثُ الْإِخِيَّةِ تَمْلَأُ صَدْرَكَ ۖ

” گھنی داڑھی جس سے سینہ مبارک بھرا بھرا معلوم ہوتا تھا۔“

یہاں بھی یہ نہ کہا گیا کہ ریش مبارک شکم مبارک پر پھیلی ہوئی تھی۔ ایک مشت داڑھی ہی سینے پر پھیلتی ہے۔ غیر معمولی داڑھیاں سینے

سے شکم تک جا پہنچتی ہیں۔

بعض اخبار و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ایک مشت داڑھی رکھا کرتے تھے، اس سلسلے میں مندرجہ ذیل آثار و اخبار و آثار توجہ میں :-

(د) وَكَانَ عُمَرُ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ يَقُولُ خُذُوا
مَا تَحْتَ الْقُبْضَةِ ۖ

” حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے تھے، مشت سے زیادہ کاٹ دو۔“

(ب) وَقَدْ رَوَى أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ
كَانَ يَقْبِضُ عَلَى لِخِيَّتِهِ فَمَا فَضُلَ عَنْ
قُبْضَتِهِ جَزَاءٌ ۖ

” حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی داڑھی کو مٹھی میں لیتے، مٹھی سے زیادہ ہوتی، کتر دیتے۔“

(ج) عَنْ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا أَنَّ
كَانَ يَقْبِضُ عَلَى لِخِيَّتِهِ ثُمَّ يَقْضُ مَا تَحْتَ الْقُبْضَةِ ۖ

۱۔ محمد بن عبد القادر : الغنیۃ لطالبی طریق الحق ، مطبوعہ قاہرہ ۱۳۷۶ھ ، ص ۱۳

۲۔ ایضاً : ص ۱۴

۳۔ آثار ابو یوسف : ابواب فتح القدر للعلما ابن الہمام ، مطبوعہ مصر ، ج ۱ ، ص ۷۶ ، ۷۷

۱۔ لفظ الخیۃ ، ص ۱۹

۲۔ عیاض بن مولیٰ ، القامی ابو الفضل ، کتاب الشعار بتعریف حقوق المصطفیٰ ، ج ۱ ، ص ۳۸

” حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما دائرہ کو مٹھی میں لیتے پھر مٹھی سے جتنی زیادہ ہوتی، کتر ڈالتے “

(د) عَنْ مَرْوَانَ ابْنِ سَالِمٍ الْمُقَنَّبِ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُمَا يَقْبِضُ عَلَى لِيَحْتَبِ فِيَقْطَعُ مَسَارًا عَلَى لَكَفٍ لَه

” مروان بن سالم المقنّب کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ دائرہ کو مٹھی میں لیا، پھر مٹھی سے زیادہ کاٹ لی “

(هـ) عَنْ أَبِي سُرْعَةَ قَالَ كَانَ أَبُو هُرَيْرَةَ كَأَنَّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ يَقْبِضُ عَلَى لِيَحْتَبِ فَيَأْخُذُ مَا فَضَّلَ عَنِ الْقُبْضَةِ لَه

” ابو زرہ کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی دائرہ کو مٹھی میں لیتے، پھر مٹھی سے جتنی زیادہ ہوتی کاٹ دیتے “

بہر کیف مندرجہ بالا اخبار و آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ریش مبارک کو طول و عرض میں لیا کرتے تھے، ریش مبارک گھنی تھی اور سیدہ بھلا بھرا معلوم ہوتا تھا اور صحابہ کرام ایک مشت دائرہ رکھا کرتے تھے اس لئے خبائے کرام نے ایک مشت دائرہ کو مسنون لکھا ہے :-

لہ ابو داؤد و نسائی ۱۰ (بحوالہ فتح القدیر، ص ۷۶، ۷۷)

لہ بخاری شریف ۱۰ (بحوالہ مذکورہ، ص ۷۶، ۷۷)

(ا) وَالشُّتَةُ قَدَرُ الْقُبْضَةِ فَمَا سَارًا قَطَعَهُ لَه
” ایک مشت دائرہ ہی سنت ہے، اس سے جو زائد ہو اسے کاٹ دیا جائے “

(ب) الشُّتَةُ فِيهَا الْقُبْضَةُ لَه
” ایک مشت دائرہ مسنون ہے “

(ج) وَلَا يَفْعَلُ لِيَطْوِيْلَ اللَّحْيَةِ إِذَا كَانَتْ بِالْقَدَرِ الْمَسْنُونِ وَهُوَ الْقُبْضَةُ لَه

” دائرہ کو لمبائی سے نہ لے جب کہ وہ سنت کے مطابق ہو اور سنت کے مطابق دائرہ ایک مشت ہے “

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما ایک مشت سے زیادہ دائرہ کاٹ دیا کرتے تھے، چنانچہ حدیث میں آتا ہے :-

(د) وَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا أَحْجَرَ أَوْ اغْتَمَرَ قَبْضَ لِحْيَتِهِ فَمَا فَضَّلَ أَخَذَهُ لَه

” ابن عمر رضی اللہ عنہما جب حج کرتے یا عمرہ کرتے (تو دیکھا گیا) کہ اپنی دائرہ کو مٹھی میں لیتے، جتنی زائد ہوتی، کاٹ دیتے “

لہ ابن خیم، ذین العابدین بن ابراہیم بن محمد : (بحوالہ ذخیرۃ دارعینی، ص ۱۳۱)
لہ در المنار (بحوالہ مذکورہ)

لہ ابوالحسن علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل : البدایہ، ج ۱، ص ۲۲۱

لہ مسیح بخاری ۲۰، ص ۸۷۵

(ھ) عنایہ میں ہے :-

إِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا
كَانَ يَقْبِضُ عَلَى لِحْيَتِهِ وَيَقْطَعُ مَا وَكَّاءَ الْقُبْضَةِ
” حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اپنی دائرہ کو مٹھی میں لے کر
جتنی زیادہ ہوتی، کاٹ دیتے۔“

(د) حضرت امام محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی تحریر فرمایا ہے کہ ایک
مشت دائرہ رکھنا سنت ہے، آپ فرماتے ہیں :-

وَالسُّنَّةُ فِيهَا الْقُبْضَةُ وَهُوَ أَنْ يَقْبِضَ
الرَّجُلُ لِحْيَتَهُ فَمَا شَاءَ مِنْهَا عَلَى قُبْضَةٍ
قَطَعَهُ ۞

” دائرہ ایک مشت ہی سنت ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ
آدمی اپنی دائرہ کو مٹھی میں لے، مٹھی سے جتنی دائرہ باہر نکل آئے
اس کو کاٹ دے۔“

لیکن ایک مشت ہوتے ہوئے دائرہ کاٹنا شرعاً حرام ہے :-

(ا) لَقَبِصِيرُ اللَّحْيَةِ مِنْ قَدَرِ الْمَسْنُونِ وَهُوَ الْقُبْضَةُ
حَرَامٌ ۞

۱۔ محمد بن محمود الباقی ، عنایہ علی الہدایہ ، ج ۲ ، ص ۷۶

۲۔ کتاب الآثار ، (بخاری) ” دائرہ قرآن وحدیث کی روشنی میں ، ص ۴۸

۳۔ البحر الرائق ، (بخاری) مذکورہ

” دائرہ اگر سنت کے مطابق ایک مشت ہے تو پھر اس میں سے

کاٹنا حرام ہے۔“

کیونکہ ایک مشت سے کم دائرہ رکھنا مسلمانوں کے شعار میں نہیں بلکہ شعارِ انبیاء
ہے جیسا کہ فتح القدیر میں ہے :-

(ب) الْأَخْذُ مِنْ دُونِ اللَّحْيَةِ وَهِيَ دُونُ الْقُبْضَةِ كَأَيْغُلَةٍ

بَعْضُ الْمُفَاسِرَةِ وَمُخَشَّاتُ الرِّجَالِ الخ ۞

” ایک مشت سے کم دائرہ ہو تو اس میں سے لینا ایسا ہی ہے

جیسے بعض مغربی زمانے نے زنجے کرتے ہیں۔“

ہاں ایک مشت سے زیادہ ہو تو کاٹنا واجب ہے جیسا کہ نہایت میں ہے :-

(ج) وَصُرِّحَ فِي النَّهْيَةِ بِوُجُوبِ قَطْعِ مَا شَاءَ عَلَى

الْقُبْضَةِ ۞

” اور نہایت میں اس کی صراحت موجود ہے کہ دائرہ ایک مشت

سے زیادہ ہو تو اس کا کاٹنا واجب ہے۔“

یہاں یہ واضح کر دینا ضروری ہے کہ دائرہ تو ایک مشت ہے

لیکن اس کو دھاگہ سے باندھ لیا گیا ہے جیسا کہ سندھ، بلوچستان اور راجپوتانہ
کے بعض قبائل کرتے ہیں تو ایسا کرنا بھی شرعاً جائز نہیں چنانچہ حدیث میں آیا ہے :-

۱۔ فتح القدیر ، ج ۲ ، ص ۷۷

۲۔ در المنار ، (بخاری) ” دائرہ قرآن وحدیث کی روشنی میں “ ص ۶۳

إِنَّهُ مَنْ عَقَدَ لِحَيَاتِهِ — فَإِنَّ مُحَقَّقًا
بِسِرِّيَّتِهِ ۞

• جس نے اپنی داری کو باندھ لیا پس بے شک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس سے بے تعلق و بیزار ہے۔

بعض جواں سال علماء اس شرم سے کہ چھوٹی سی عمر میں بڑی سی داری
اپنی داری کو موسوس مس کر ٹھوڑی کے نیچے سیٹے رہتے ہیں اور
اعفارِ غفلت کو اعفارِ جلی پر ترجیح دیتے ہیں تو ایسے حضرات حدیث مذکور کے ذیل
میں تو نہیں آتے مگر اس حدیث کے ہوتے احتیاط اسی میں ہے کہ داری کو
موسوس کرالیا نہ بنا دیا جائے کہ دیکھنے میں لپٹی ہوئی، بندھی ہوئی اور ایک مشت
سے چھوٹی نظر آئے حالانکہ حقیقت وہ شریعت کے مطابق مگر امتحان ہی ایسی
ہے کہ چھوٹی معلوم ہوتی ہے۔

بہر حال شرعاً تو داری ایک ہی مشت ہے لیکن جو لوگ اتنی ہمت
نہیں کر سکتے وہ بسم اللہ تو کریں اور اللہ کے لئے جتنی رکھ سکتے ہیں، رکھیں
انشاء اللہ تعالیٰ توفیق الہی شامل حال رہے گی، مگر ایک مشت سے کم داری
پر قانع نہ رہنا چاہئے۔ ہمت بلند تو جنت پر بھی قانع نہیں ہوتی۔

قانع خیر بہشت نیزم بخشند!
از بخشش خاص تا چہ چیزم بخشند!

امید کہ صرف رونمائی تو شود

جانے کہ ہر روز رستخیزم بخشند!

لیکن یہ داری فیشن کی پیروی میں نہ ہو جیسا کہ دیکھا جاتا ہے کہ کسی اچانک داریاں
بڑھتی چلی جاتی ہیں، پھل چانک ایک روائی ہے کہ گھٹتی چلی جاتی ہیں۔
تو ایسی موسمی داریوں کو ثواب سے کوئی تعلق نہیں۔ اصل چیز نیت
ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے :-

إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَلِكُلِّ أَمْرٍ مَّا نَوَى
فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ
إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى الدُّنْيَا
يُصِيبُهَا (المحدث) ۞

" اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے، ہر شخص جیسی نیت کریگا
وہی ایسی پائے گا۔ جس نے اللہ و رسول کے لئے ہجرت
کی ہے تو اس کی ہجرت اللہ و رسول ہی کے لئے بھی جائیگی اور
جس نے دنیا کے لئے ہجرت کی تو وہ اسی کو پائے گا۔"

داری کی ساخت کا مسئلہ تو طے ہو گیا، اب دو نچوں کی ساخت
کا بھی اندازہ ہو جائے تو اچھا ہے۔ احادیث شریفہ میں دو نچیں
اور کم کرنے کی ہدایت کی گئی ہے، بہت سی احادیث تیسچے گزر چکی ہیں۔

چند احادیث یہ ہیں :-

(۱) عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقْضُ شَأْرِبَهُ وَيُذَكِّرُ عَٰبِرَإِهِيْمَ كَانَ يَقْضُ شَأْرِبَهُ ۝

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی مونچھوں کو کرتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی یہی کرتے تھے۔

(ب) وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ الْعَجْوُسَ جَرُّوْا لِحَاهُمْ وَ قَسِّرُوا شَوَارِبَهُمْ وَ إِنْ أَتَاكُمْ نَجْرُ الشَّوَارِبِ وَ نَعْفَى اللَّحْيَ وَ هِيَ الْفِطْرَةُ ۝

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھوس نے اپنی داڑھیاں کٹائیں اور مونچھیں بڑھائیں اور ہم ضرور مونچھیں کٹاتے ہیں اور داڑھیاں بڑھاتے ہیں اور یہ فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔

(ج) وَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اخْفُوا

الشَّوَارِبَ وَ آخِفُوا اللَّحْيَ ۝

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مونچھیں کٹاؤ اور داڑھیاں لمبی کرو۔

(د) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقْضُ شَأْرِبَهُ وَيَقُولُ مَنْ لَمْ يَأْخُذْ مِنْ شَأْرِبِهِ فَلَيْسَ مِنَّا ۝

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی مونچھیں ترشواتے اور فرماتے کہ جو لوگوں کو نہ ترشواتے وہ ہم میں سے نہیں۔

ان احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مونچھیں کٹانے اور کم کرنے کا حکم دیا ہے اور اس عمل کو فطرت انسانی کے عین مطابق قرار دیا ہے۔ اب یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ کیسی عرضا (چوڑائی میں) اور طولاً (لمبائی میں) مطلوب ہے یا نمودا (اونچائی میں) بھی مطلوب ہے۔ ایک حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کیسی طولاً و عرضاً ہی مطلوب ہے البتہ نمودا میں اختلاف ہے کہ اس کی نوعیت کیا ہو۔ اصل بات یہ ہے کہ مونچھوں کے بال چوڑائی اور لمبائی میں اتنے کثرت سے نہ ہوں کہ لبوں سے نکل کر منہ پر آگئیں اور منہ کو تقریباً ڈھانک دیں جیسا کہ اکثر کفار و ہنود اور دوسرے غیر مسلموں کو

۱۔ ایضاً ۲۔ ص ۳۲

۱۔ زاد المعاد ۲۔ ج ۱، ص ۱۶۱
۳۔ سفر السعاده ۲۔ ج ۱، ص ۳۳۷

۱۔ ترمذی شریف ۲۔ ج ۱، ص ۱۱۸

۱۔ معجم صالح ادیبی : نعمة اللہ فی سبیل المسلم (مطبوعہ لاہور) ص ۳۳

کو دیکھا جاتا ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے :-

(۱) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَأَى رَجُلًا وَشَارِبُ طَوِيلٍ فَقَالَ اسْتَوْفِي
بِمَقْصُوفٍ مِائَاتٍ فَجَعَلَ السَّوَالِكُ عَلَى طَرَفِهِ
ثُمَّ أَخَذَ مَا جَاوَزَهُ كَأَنَّهُ

” حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایک شخص کو دیکھا کہ اس کی مونچھیں بڑھی ہوئی ہیں، آپ نے فرمایا
میرے پاس قنچی اور مسواک لاؤ، آپ نے مسواک بول پر رکھی
پھر اس سے زائد جو بال تھے انہیں کاٹ دیا “

دوسری حدیث میں ہے :-

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا سَاهَى
رَجُلًا طَوِيلَ الشَّارِبِ يَأْخُذُ شَعْرَةً وَيَسْوَاكُ
فَيَضَعُ السَّوَالِكَ تَحْتَ الشَّارِبِ وَيَقْضُ عَلَيْهِ
” رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی کسی آدمی کی مونچھیں بڑھی
ہوئی دیکھتے تھے تو قنچی اور مسواک لیتے، پھر مسواک مونچھوں پر رکھ کر
باقی کاٹ دیتے “

۱۔ نعمة اللہ فی سببہ السلم ، ص ۱۱

۲۔ ایضاً ، ص ۱۱

مندرجہ بالا احادیث سے معلوم ہوا کہ احادیث میں مونچھوں کو کم کرنے
کا جو حکم دیا گیا ہے اس سے مراد لبوں کو ترشوانا ہے کیونکہ بعض اوقات جزو
بول کو کل مراد لیتے ہیں، روزمرہ کی اصطلاح میں اگر لبوں کو کاٹا جائے تو
اس کو مونچھیں کاٹنا ہی تصور کیا جائے گا۔ اس لئے مونچھوں کو دراصل
کا حصہ قرار دیتے ہوئے مونڈنے کی ممانعت کی گئی ہے :

وَأَخْرَجَ بَقِصَةً حَلَقَةً وَهُوَ مَكْرُوفٌ وَقِيلَ
حَرَامٌ إِلَّا نَشَأَ مُشَلَّةٌ ۝

” کاٹنے (قص) کی قید سے مونڈنا (حلق) خارج ہوا
اس لئے مونچھیں مونڈنا مکروہ ہے، بعض کے نزدیک حرام
ہے کہ یہ مشدہ ہے (یعنی خود کو بے صورت بنانا)

چنانچہ حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ مونچھیں منڈانے کو مشدہ کے
حکم میں شامل کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کو منزادی جائے۔
وَكَانَ يَسْرِى حَلَقَهُ مُشَلَّةً وَيَأْمُرُ بِأَدَبٍ
فَاعِلِهِ ۝

اسلام کے ہر عمل میں مقصد و حکمت کے ساتھ ساتھ حسن و جمال بھی ہے

۱۔ ان الشارب بعض اللحية (بہار النہج ، ج ۳ ، ص ۱۰)

۲۔ لا علی قاری ، مرقاة شرح مشکوٰۃ ، ج ۱ ، ص ۳۰۱

۳۔ بدر الدین عینی ، عمدۃ القاری ، ج ۴ ، ص ۴۴

اور جیل وہی ہے جس سے مقصد فوت نہ ہو بلکہ وہ حصول مقصد میں معین ہو۔
 —————
 مونچھوں کی اپنی جگہ ایک حقیقت ہے اور وہ چہرے کو سنوارنے اور
 بگاڑنے میں بڑا دخل رکھتی ہیں اس لئے شارع علیہ السلام نے وارثی کے ساتھ
 ساتھ اس کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ ————— اگر مونچھیں بالکل مونڈ دی جائیں تو
 چہرہ کچھ عجیب ہو جاتا ہے اور عورتوں سے ایک گونہ مماثلت ہو جاتی ہے جو شارع
 علیہ السلام کا مقصود نہیں، اس کے علاوہ اس سے بعض احادیث کی مخالفت بھی
 ہوتی ہے جن میں عورتوں سے مماثلت نہ پیدا کرنے اور مونچھیں گھٹانے اور کم کرنے
 کی ہدایت کی گئی ہے۔ ————— اور اگر مونچھیں آزاد چھوڑ دی جائیں تو قطع نظر اس کے
 کہ یہ عمل خلاف احادیث ہوگا، خود انسان کیلئے تکلیف دہ ہوگا، خصوصاً کھاتے پیتے
 اور بوتے چاتے۔ ————— اور اگر مونچھوں سے تکبر و مغرور پیدا ہوتا ہو تو یہ
 بھی اسلامی اور اخلاقی دونوں پہلوؤں سے ہرگز مناسب نہیں۔ —————
 اس لئے شارع اسلام کا نہ یہ مقصود ہے کہ مونچھیں مونڈ کر عورتوں کے مماثل
 ہو جائیں اور نہ یہ مقصد ہے کہ حد سے زیادہ بڑھا کر متکبر و مغرور بنیں یا خود کو اور
 دوسروں کو تکلیف میں مبتلا کریں۔ ————— میانہ روی کا تعاضا ہے کہ
 بس نہ بڑھنے دیں اور اوپر سے مناسب طور پر ہموار کر دیں تاکہ وقار مردانگی
 برقرار رہے۔ ————— اور اتباع سنت کی برکت سے محروم نہ رہیں۔

وارثی کے معاملے میں بعض حضرات رواج کی پیروی کرنا چاہتے ہیں مگر فطرت
 بلند رواج کی تقلید نہیں۔ ————— اسلام رواج کا خالق ہے۔ ————— مسلمانوں
 کی بھی یہی شان ہونی چاہئے کہ وہ اچھے اچھے رواجوں کو جنم دیں۔ ع
 ایام کا ترک نہیں، لاکھ بے قلندر
 رواج کی پیروی تو سب سے بہت کرتے ہیں۔ ————— بلند سب سے نہیں کہتے
 ————— بلند سب سے، بلند سب سے کی پیروی کرتے ہیں اور اپنی بلند سب سے کی سادگی
 قائم رکھتے ہیں۔ —————
 بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ اہل عرب بھی تو وارثی منڈاتے ہیں
 ————— لیکن کوئی ہاں معقول بات کسی معقول انسان کے کرنے سے معقول نہیں
 ہو جاتی۔ ————— اگر ایسا ہوتا تو جھوٹ سپج کی جگہ لے لیتا اور ریاء، اخلاص
 کی جگہ لے لیتی کیونکہ دنیا کے بہت سے معقول اور مذہب انسان جھوٹ بولتے
 ہیں اور ریاء کی خاطر کام کرتے ہیں۔ ————— رہا اہل عرب کا معاملہ تو ان کی
 ہیبت و شوکت اور عزت و حرمت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے
 دم قدم سے ہے۔ ————— اقبال نے خوب کہا ہے ع
 محمد عربی سے ہے عالم

عرب سے اسلام کی ساکھ نہیں بلکہ اسلام سے عرب کی ساکھ قائم ہے
 — پس اہل عرب کو اسلام کے معیار پر جانچو نہ کہ اسلام کو اہل عرب کے معیار
 پر — بڑے سے بڑے کام کو بے چون و چرا کر لیا جاتا ہے اور جس نیک کام
 کو دل نہ چاہے تو اس میں ہزار مین میخ نکالی جاتی ہیں — یہ معقول بہت نہیں
 — معقول بات یہ ہے کہ جب ہم کوئی کام کریں تو عقل و دل دونوں کو
 گواہ بنالیں۔

دارحی منڈانا جرم شریعت ہی نہیں جرم محبت بھی ہے — یہ
 کوئی معمولی بات نہیں — بہت بڑی بات ہے — ہمارے
 بزرگوں اور عزیزوں کو اس طرف توجہ دینی چاہئے اور اس جرات رندانہ سے کام
 لینا چاہئے جو عشقِ تنصیف (صلی اللہ علیہ وسلم) کا حاصل ہے — بے شک
 محبت کی آگ سینوں میں دلی ہے — ہزاروں چہرے سنتِ رسول سے
 مزین ہونے کے لئے ترس رہے ہیں — ہزاروں کلیاں، کھٹنے کیلئے
 تڑپ رہی ہیں — ہزاروں پھول مہکنے کے لئے بیقرار ہیں —
 اسے عزیز وادراے بزرگو! نسیم سحری بن جاؤ اور اپنے جان و تن سے گزر کر
 سارے عالم میں پھیل جاؤ۔

بعض حضرات دارحی کو بہت ہلکا جانتے ہوئے کہتے ہیں کہ سنت ہی تو
 ہے — مگر سنت واجب کا درجہ رکھتی ہے — فرض اور واجب
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عمل ہے جو آپ نے مسلسل کیا اور کبھی ترک نہ فرمایا، فرض
 کا ثبوت قرآن سے ملتا ہے اور واجب کا ثبوت حدیث سے — ظاہری

اعتبار سے ایک عمل کو فرض اور ایک کو واجب کہا جاسکتا ہے مگر معنوی اعتبار سے
 دونوں کی اہمیت مسلم ہے — غور کیجئے تو معلوم ہوتا ہے کہ سنت ہی سے
 گزر کر فرض فرض ہوتا ہے اور واجب واجب — تو کسی عمل کا مسنون
 ہونا کوئی معمولی بات نہیں — نہ نگاہ محبت میں اور نہ نگاہ شریعت میں
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال و اقوال کی اہمیت کو آپ کے رنگِ طبع
 سے معلوم کرنا چاہئے — ہمیں چاہئے کہ فہمی موٹکافیوں کے بجائے
 صرف اور صرف آپ کی طبعی روش پر نظر رکھیں اور اسی روش پر چھنے کی پوری پوری
 کوشش کریں — یہ معلوم کرنا عاشق کا کام نہیں کہ فطرتِ عمل فرض ہے
 یا واجب یا سنت — اس کو تو صرف یہ جانتا ہے کہ محبوب رب العالمین
 نے یہ عمل کیا یا نہیں — اگر کیا ہے تو بیشک وہ عمل کئے جانے ہی
 کے قابل ہے — اگر نہ کیا گیا تو ذلت و رسوائی کے سوا کچھ حاصل نہیں
 — خود سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں :-

جُعِلَ الدُّلُّ وَالْخِصْفَانُ عَلَى مَنْ خَالَفَ
 أَمْرِي ۝

” جس نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی اللہ کی طرف سے

اس پر ذلت و رسوائی مسلط کر دی گئی “

اور یہ ذلت و خواری کیوں مسلط کی گئی؟ — اس لئے کہ اس نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دی — اور جس نے آپ کو تکلیف دی
اس نے خدا کو تکلیف دی — خود فرما رہے ہیں :-

مَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ ۖ
”جس نے مجھے تکلیف پہنچائی، بے شک اس نے اللہ کو تکلیف
پہنچائی“ اسی نے قرآن کہہ رہا ہے :-

مَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ بَعْدَ مَا نَبَّئَنَّهُ الْهُدَى
وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّى
وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ۚ
”راہ ہدایت روشن ہونے کے بعد جو شخص رسول کی مخالفت کرے
اور اس راہ پر چلے جو مسلمانوں کی راہ ہے ہی نہیں تو جہاد اس نے
رخ کیا ہے ہم ادھر ہی اس کا رخ رکھیں گے اور اس کو جہنم میں
ڈالیں گے اور یہ جہنم بہت ہی برا ٹھکانا ہے“

جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ٹالا، حضور صلی اللہ علیہ
وسلم نے اس سے اپنی بے تعلقی کا اظہار فرمایا — ذرا غور تو کرو جو آج
در سے نکالا گیا پھر اس کے لئے کہاں جائے پناہ! — سنو سنو!
وہ کیا فرما رہے ہیں :-

۱۔ محمد زکریا : دامن کی شرعی اہمیت ، (مطبوعہ کراچی) ، ص ۳۰
۲۔ القرآن الحکیم ، سورۃ الناز ، ۱۱۵

(۱) لَيْسَ مِنَّا مَنْ عَمِلَ بِسُنَّةِ غَيْرِنَا ۖ
”وہ ہم میں سے نہیں جو ہمارے دشمن کی چال پر چلتا ہے“

(ب) مَنْ لَمْ يَعْمَلْ بِسُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي ۖ
”جس نے میری سنت پر عمل نہ کیا وہ میرا نہیں“

(ج) مَنْ تَرَغَبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي ۖ
”جس نے میری سنت سے گریز کیا وہ میرا نہیں“

(د) مَنْ خَالَفَ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي ۖ
”جس نے میری سنت کی مخالفت کی وہ میرا نہیں“

(۵) مَنْ أَخَذَ بِسُنَّتِي فَهُوَ مِنِّي وَمَنْ سَاغَبَ عَنْ سُنَّتِي
فَلَيْسَ مِنِّي ۖ

”جس نے میری چال کو اپنا لیا وہ میرا ہے اور جس نے گریز کیا وہ میرا نہیں“

۱۔ لعلۃ المعنی : ص ۲۶

۲۔ ابن ماجہ شریف ، ص ۱۳۳

۳۔ نسائی شریف ، ج ۲ ، ص ۶۹

۴۔ لعلۃ المعنی : ص ۲۶

۵۔ ایضاً : ص ۲۶

دنیا میں کتنے دن رہنا ہے — آخر اُسی کے سامنے جانا ہے
 — تو جب جان نکلے گی اور جانے والا وہاں جائے گا، زندگی بھر جس کے
 خیال سے دل رزتا رہا — اٹھانے والے اٹھائیں گے، جھنجھوڑنے والے
 جھنجھوڑیں گے اور پوچھنے والے پوچھیں گے :-

مَنْ عَرَّ بَلَدًا؟

”تیرا پروردگار کون ہے؟“

مَا دِيْنُكَ؟

”تیرا مذہب کیا ہے؟“

مَا نَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ؟

”اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے جو تم میں (تمہاری ہدایت کیلئے) بھیجا گیا؟“

ذرا دیکھو تو سہی، یہ کون ہیں؟ — ہاں وہ سامنے ہونگے —

دل چل رہا ہوگا — آنکھیں نہامت سے جھکی ہوں گی — نظروں میں

تو کیونکر اٹھائیں! — ان کو دیکھیں تو کیونکر دیکھیں — وہ منہ ہی نہیں

جو ان کو دکھائیں — عجیب کشمکش کا عالم ہوگا —

منہ چھپائے نہ بنے، سامنے آئے نہ بنے

ہاں کہیں ایسا نہ ہو کہ جب ہم ان کو دیکھیں تو وہ ہم سے منہ پھیر لیں،
 — اگر ایسا ہو تو قیامت کا عالم ہوگا — حشر کا سماں ہوگا —
 اور دل بہ زبان بے زبانی پکارے گا، اے محبوب! سب ٹھکراتے ہیں تو تیرے درپے
 آتے ہیں اب اگر تو نے بھی ٹھکرا دیا تو کہاں جائیں؟

— خدا نہ کرے کہ ایسی گھڑی آئے — تو پھر ابھی سے تیاری کر لو —
 — کل وہ تم کو دیکھیں گے — اپنے پہرے ایسے سنوار دو کہ جب وہ
 دیکھیں تو خوش ہو کر یہ کہیں کہ تو تو ہمارا ہے — ہاں —
 دنیا میں اور بھی کوئی تیرے سوا ہے کیا؟

ہاں جس طرف سے ہم آ رہے ہیں، جانا وہیں ہے — دہائی
 یہ ہے کہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے، منزل کو سامنے رکھو — ایک دم غافل
 نہ ہو — اللہ اللہ! ایک ضعیفہ وہ سن دے گئی کہ سہی دنیا تک یا دور ہے گا
 — سید علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک بزرگ بیت المقدس
 سے مصر جا رہے تھے — راستے میں دور سے ایک مسافر آتا ہوا نظر آیا
 — قریب آنے پر معلوم ہوا کہ وہ ایک پردہ نشین ضعیفہ ہے —
 دونوں کے درمیان جو سوال و جواب ہوئے، ذرا غور سے سنو! :-

بزرگ: مِنْ آيْنِ؟

(بڑی بی! کہاں سے آرہی ہو؟)

ضعیفہ: مِنَ الْبَلَدِ!

(اللہ کے پاس سے)

بزرگ : اِلٰی اَیْنَ؟

(کہاں جا رہی ہو؟)

ضعیفہ :- اِلٰی اللہ !

(اللہ تعالیٰ کے پاس)

بڑی بی نے کیسی عارفانہ اور عاقلانہ بات کہی ہے ——— جیک
سفر زندگی کی ابتداء بھی وہی، انتہاء بھی ——— جب ابتداء و انتہاء وہی ہے
تو پھر عقل و دل دونوں کا تعاضبے کے کوئی کام ایسا نہ کیا جائے جو اس کی جنس
کے خلاف ہو ——— ہر کام میں اس کی خوشنودی پیش نظر ہو ——— (الرحمن
المدنی (رحمۃ اللہ علیہ) سے پوچھا :-

مَا مَالُکَ؟

(آپ کی جمع پونجی کیا ہے؟)

جواب دیا :- اَلرِّضَا عَنِ اللّٰهِ وَ الْغِنٰی عَنِ النَّفْسِ ۔

(میری جمع پونجی کیا پرچھے ہو؟) ہاں اللہ کی خوشنودی اور مخلوق سے

بے نیازی میری جمع پونجی ہے۔“

حقیقت یہ ہے کہ اللہ اور رسول (علیہ التَّحِیَّۃُ وَ التَّسْلِیْمُ) کی رضا زندگی ایک
عظیم سرمایہ ہے ——— یہ نہیں تو کچھ نہیں ——— اس لئے اللہ تعالیٰ
نے قسم کھا کر فرمایا ہے :-

لَا مَیَّ جَوْرِی ، کُتِبَ الْجُزْءُ ، م ۸۱

لَا اِیْضًا ، م ۸۲

فَلَا وَهَآئِکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْہِمَا

شَجَرَ بَیْنَهُمَا ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِہُمْ حَرَجًا

مِمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۔

• تیرے رب کی قسم! لوگ مومن نہیں ہو سکتے یہاں تک کہ حکم بنائیں

آپ کو ہر اس جگہ سے میں جو ان کے درمیان پھوٹ پڑا ہو، پھر آپ

جو فیصلہ کریں تو اس سے دل تلخی محسوس نہ کریں بلکہ دل و جان سے

تسلیم کر لیں (اور راضی برضا رسول رہیں)۔“

اور جس نے اللہ و رسول (علیہ التَّحِیَّۃُ وَ التَّسْلِیْمُ) کی خوشنودی و رضا کو سامنے
رکھا تو اس کیلئے راحت ہی راحت ہے ——— سنو سنو! قرآن کیا کہہ رہا ہے :-

وَمَنْ یُّطِيعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْہِمْ مِنَ النَّبِیِّیْنَ وَ الصّٰدِقِیْنَ وَ

الشُّہَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ ۔ وَ حَسُنَ اُولٰٓئِکَ مَرْفِیْقًا ۔

”جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کا کہا مانا تو وہ

ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا یعنی

نبیوں میں، صدیقوں میں، جانثاروں میں، نیکو کاروں میں ———

اور یہ رفیق و ساتھی کتنے اچھے ہیں، یہ محض اللہ ہی کا فضل ہے اور

لَا الْقُرْآنَ الْحَیْمُ : سورۃ النساء ۱۵

لَا اِیْضًا : اِیْضًا ۱۶

خدا کے عظیم کافی ہے۔

وقت آگیا ہے کہ ہم جرات و ہمت مردانہ کے ساتھ آگے بڑھیں۔
اسی راہ پر چلیں جو رب العالمین اور رحمۃ العالمین نے ہمارے لئے متعین کر دی ہے
— ادر ادر دھر دھ بھگلیں — سیدھے چلتے چلے جائیں —
ایک ایک سنت کو زندہ کرتے چلے جائیں — سنو سنو! وہ کیا کہہ رہے ہیں؟
إِنَّ لِكُلِّ هَمَلٍ شِرَّةً وَلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةٌ ۖ فَتَرًا فَتَمَنُّ^۱
كَانَتْ فَتْرَتُهُ إِلَىٰ سُتَيْحٍ فَقَعِدَ اهْتَدَىٰ (المحدث) ۷
”برکام کا ایک شاب ہوتا ہے اور ہر شاب کا ایک انخطاط، تو جو
انخطاط کے وقت بھی میری سنت ہی کی طرف رہے تو ہایت پائیگا“
اور ایک اور خوشخبری سنو! :-

أَلَمْ تَسَيِّئْ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي لَمْ أَجْزُ
مِائَةً شَهِيدٍ ۷

”جو شخص امت مسلمہ میں گمراہی کے وقت بھی میری سنت سے
چٹا رہا تو اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملے گا“

ثواب اپنی جگہ، سب سے بڑی عبادت تو خود اطاعت و بندگی ہے
عاشق کو ثواب سے کیا علاقہ؟ ۷

تجد سے مانگوں میں تجھی کو کر سبھی کچھ مل جائے

سو سوالوں سے یہی ایک سوال اچھا ہے

اور ایران کا ایک شاعر بابا طاہر عریاں، زبان پہلوی میں کہتا ہے ۷

ہزاراں ملک دنیا گر بدارم ہزاراں ملک حقے گر بدارم
بورہ تہ دلبرم تہا تہ وارم کبے روئے تہ آن را گر بدارم ۷
”دنیا اور آخرت کے ہزاروں جہان میری نظر میں پیچ ہیں، اے
محبوب! اگر تو آئے تو پیار سے بتاؤں کہ تیری دید میترا آئے تو
ان ہزاراں ہزار جہانوں کو سیکر میں کیا کروں؟“

چاہنے والے ثواب کو نہیں دیکھتے، دل رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام
کو دیکھتے ہیں — ان کا ہر عمل دلدار کی محبوب کے لئے ہے

— یاد آیا ایک ایرانی، ایک مسلمان ہندوستانی شاعر مرزا قلیل (م ۱۲۳۰ھ/۱۸۲۴ء)
کا خائبانہ طور پر دلدادہ ہو گیا — ذوق و شوق میں جب ہندوستان
آیا اور شاعر سے ملنے اس کے گھر پہنچا تو وہ دارمی مونڈ رہا تھا، ایرانی ہٹکا ہٹکا
رہ گیا — پھر ان دونوں کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ دفتر محبت کا
ایک روشن باب ہے — سنئے! :-

ایرانی: آغاریش می تراشی؟

(جناب! کیا آپ دارمی مونڈ رہے ہیں؟)

مرزا قتل : بے! موعے می تراشم دے دل کے نمی خراشم!

(ہاں داڑھی مونڈ رہا ہوں، کسی کا دل تو نہیں چھیل رہا)

ایرانی : آری، دل رسول اللہ می خراشی!

(ہاں ہاں تو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل چھیل رہا ہے!)

یہ سننا تھا کہ شاعر شش کھا کر گر پڑا — بہت دیر بعد جب ہوش

آیا تو زبان پر یہ شعر تھا :

جزاک اللہ کہ چشم باز کردی

مرا با جانِ جاں ہماز کردی

"خدا تجھ کو جزائے خیر دے کہ تو نے میری آنکھیں کھول دیں! مجھے

محبوب کا راز دار بنادیا"

میرے عزیز داد میرے بزرگو! جب کبھی اپنا شیو بنایا کرو تو ایک لمحہ کے لئے

اپنے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یاد کر لیا کرو — شاید ان کی یاد

تمہارے دل کی دبی چپکاری کو روشن کر دے اور عالم غیب سے آنے والی یصدا

تمہارے دل تک پہنچ جائے — کہنے والا کہہ رہا ہے — تم کیا

کر رہے ہو؟ — اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھا رہے ہو

— تم کیا کر رہے ہو؟

اسلام اور شعار اسلام کی محبت نے اپنے تو اپنے، غیروں پر بھی اپنا

اثر دکھایا ہے — تیسری صدی ہجری کے اواخر اور چوتھی صدی ہجری کے

اوائل کا ایک ایرانی جہان زان بزرگ بن شہریار اپنے سفر نامے "عجائب الہند میں

تاریخ اسلام کا ایک حیرت انگیز واقعہ نقل کرتا ہے — اس نے تین

صدیاں گزر جانے کے باوجود سیرت فاروقی کے کرشموں کو بچشم خود دیکھا —

اللہ اکبر! — پہلی صدی ہجری میں محبت کی جولوہرائی، تین صدیاں اس کو

زائل نہ کر سکیں —

بزرگ بن شہریار کہتا ہے کہ لنکا سے دو ہندو پہلی صدی ہجری

کے اوائل میں مدینہ منورہ پہنچے جہاں انہوں نے جو کچھ دیکھا اور بزرگ بن

شہریار نے جو کچھ سنا اور دیکھا، آپ بھی دیکھیں اور سنیں :-

وَرَأَيْتُهُمْ وَجَدُوا صَاحِبَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ

تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَوَصَفَتْ

لَهُمْ تَوَاضُعًا وَإِنَّهُ كَانَ يَلْبَسُ مِرْقَعَةً فِي

يَسِيْتِ فِي الْمَسَاجِدِ فَتَوَاضَعُ لَهُمْ لِأَجْلِ مَا

حَكَاهُمْ ذَلِكَ الْغُلَامُ لِبُسْمِهِمُ الثَّيَابَ الْمَرْقَعَةَ

لِعَمَادِ كَرَّةٍ مِنْ لُبْسِ عُمَرَ الْمُزَقَّةِ وَ مَحَبَّةِ هُمَ
لِلْمُسْلِمِينَ وَ مَنِيْلِهِمُ إِلَيْهِمْ لِعَمَانِي قُلُوبِهِمْ مِمَّا حَكَاهُ
ذَلِكَ الْعُلَمَاءُ وَعَنْ عُمَرَ ۛ

• اور انہوں نے بتایا کہ ان کی ملاقات رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابی اور جانشین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی ان کی خاکساری کا حال بھی بیان کیا کہ وہ پیوند لگے کپڑے پہنتے ہیں اور مات مسجد میں گزار دیتے ہیں، ان حالات کو سن کر لنگوالوں پر یہ اثر ہوا کہ یہ لوگ تواضع و انکساری کے لئے (حضرت عمر کی یاد میں) پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنتے ہیں اور مسلمانوں سے محبت کرتے ہیں اور ان کی طرف میلان رکھتے ہیں ۛ

ایک گڈری پوش جیاں باں وہ جیاں آرا کی سیرت مبارکہ کے اثرات آپ نے دیکھے؟ — ہندو ہوتے ہوئے انہوں نے فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کی ایک ایسی نشانی کو اپنے سینے سے لگایا جو کپڑوں کو خوبصورت نہیں بلکہ عیب دار بنا دیتی ہے — مگر محبت کا یہ کمال ہے کہ وہ محبوب کی ہر شے کو حسین بنا دیتی ہے — دل نسبتوں کو دیکھتا ہے، عقل نسبتوں کو نہیں دیکھتی — عقل کی بصارت محدود ہے — دل کی بصارت محدود نہیں اس لئے جو دل پہنچا

۱۔ جنگ بھڑار: مجاہد ہند (جواہر ہندوستان) میں لکھنؤ، برہمنی داس، مطبعہ عالم اسلام، ۱۹۶۲ء، ص ۲۱۵
نوٹ: — لیڈن (ایڈس) سے ۱۸۸۶ء میں مجاہد ہند کا فرانسیسی ترجمہ شائع ہوا جو خان ڈریش نے کیا تھا۔ مسودہ

عقل نہیں پاسکتی — تو جب وہ ہندو ہو کر فاروق اعظم کی یاد میں اپنے کپڑوں کو پیوندوں سے سجاسکتے ہیں تو ہم مسلمان ہو کر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد میں ڈاڑھیوں سے اپنے چہرے کیوں نہیں سجاسکتے؟

ہمارے ایمان کی چنگاری راکھ میں دبی ہے — محبت کے راکھ کے اس ڈھیر کو ہٹاؤ اور دنیا کو بتا دو کہ ہم صرف نام کے مسلمان نہیں، ہم ان کی ہزا پر قربان ہیں — ہم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فداکار و جاں نثا ہیں — ہم مردہ نہیں، زندہ ہیں — ہم غافل نہیں، ہشیار ہیں — ہم بھول گئے تھے — ہماری فکر و نظر کو اختیار کی جادوگری نے بے اثر کر دیا تھا — لیکن اب جاگ گئے ہیں اور اس ساحری کے سارے اثرات ہماری قوتِ ایمانی سے بے اثر ہو گئے —

احقر محمد شعیب عود احمد علی

پرنسپل
گورنمنٹ سائنس کالج سکرنڈ
(سندھ - پاکستان)

۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۹ھ

مطابق

۱۰ اپریل ۱۹۷۹ء

نذر و نیاز کرنیوالے احبابِ اہلسنت کی خدمت میں عرض

اللہ کرے کسی دل میں اتنے جملے میری بات آئیں

لَا حَمْدَ لِلَّهِ تَعَالَى اہلسنت و جماعت کے معمولات میں سے یہ بھی ہے کہ وہ انبیاء علیہ السلام، صحابہ کرام، اولیاء عظام، بزرگانِ دین اور اپنے وفات یافتہ رشتے داروں، والدین اور مرحومین کے ایصالِ ثواب کے لئے نہایت ہی عقیدت و محبت کے ساتھ سال بھر نذر و نیاز کرتے رہتے ہیں اور طرح طرح کے کھانے پکوانے وغیرہ کا اہتمام کی دعوت کرتے رہتے ہیں۔ اور اس مقصد میں وہ مجموعی طور پر لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپے اللہ تبارک و تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کا یہ فعل یقیناً کارِ خیر ہے اور جائز و مستحسن ہے۔ نیز اعراس بزرگانِ دین کے مواقع پر خصوصاً اور پورا سال عموماً مزاراتِ اولیاء کرام پر چادریں چڑھاتے رہتے ہیں اور اس مد میں بھی وہ مجموعی طور پر کروڑوں روپے صرف کرتے ہیں۔ لیکن نہایت ہی دکھ اور افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑ رہی ہے کہ جب ہم اسے انہیں سنی بھائیوں سے نذر و نیاز، مزارات پر چادر اور پھول ڈالنے، اعراس بزرگانِ دین منع کرنے وغیرہ کے متعلق دریافت کیا جاتا ہے یا مخالفینِ اہلسنت و جماعت (جیسے کہ وہابی، دیوبندی، اہل حدیث، شیعہ اور اسی طرح کے گمراہ اور بدین فرقوں کے افراد) جب ان سے ان معمولات و عقائدِ اہلسنت مثلاً جشنِ عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، گیارہویں شریف، مذائے یا رسول اللہ، علمِ غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ کا ثبوت مانگتے ہیں اور اس طرح ان کے ایمانوں پر ڈاکہ ڈالنے کی مذموم کوشش کرتے ہیں تو ان احبابِ اہلسنت کی اکثریت انہیں بروقت جواب نہیں دے پاتی اور جو معلومات رکھتے ہیں وہ بھی اپنے ثبوت میں جلد کتابیں فراہم

نہیں کر پاتے۔

اس لئے ان احبابِ اہلسنت کی خدمت میں جو نذر و نیاز وغیرہ میں اپنا لاکھوں روپیہ صرف کرتے ہیں دستِ بستہ عرض ہے کہ جہاں آپ اپنے لاکھوں روپے صرف کھانا پکوانے اور چادریں چڑھانے میں خرچ کرتے ہیں، انہی روپوں کو یا اس میں سے کچھ رقم (چاہے ہندو بیس فیصد ہی سہی) مندرجہ ذیل کاموں میں بھی استعمال فرما کر اپنے لئے ثواب جاریہ اور لوگوں کی اصلاح کا سامان کیجئے۔

(الف) نذر و نیاز، مزارات پر حاضری کے ثبوت اور طریقہ، اعراس بزرگانِ دین کا جواز عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم، اور گیارہویں شریف نیز گمراہ فرقوں کے رد اور عقائدِ اہلسنت سے لوگوں کو روشناس کروانے کے لئے چھوٹے چھوٹے کانپے چھپوائیئے (جس طرح یہ کتاب آپ کے ہاتھ میں ہے) یہ کام اگر آپ چاہیں تو خود انجام دیں یا پھر میں خدمت کا موقع فراہم کر دے کہ ہم آپ کے پیسوں کو ان جگہوں پر استعمال کرنے میں آپ کی مدد کر دے۔

(ب) جہاں آپ محافلِ میلاد وغیرہ میں شیرینی تقسیم کرتے ہیں ساتھ ہی کوئی چھوٹی سی کتاب تقسیم کیجیے۔

(ج) اعراس بزرگانِ دین پر جو رقم محض چادریں چڑھانے میں خرچ کرتے ہیں اس میں سے کچھ حصہ ہی سہی، ان اولیاء عظام کی سیرت، ان کے پیغام اور ان کی خدمت جو انہوں نے دینِ اسلام کی انجام دی، ان سے لوگوں کو روشناس کروانے کے لئے لوگوں میں چھوٹے چھوٹے کانپے تقسیم کر کے صرف کیجئے۔

دردِ بھرے دل سے سوچئے اور آئیے بڑھ کر اس کارِ خیر میں حصہ لیجئے۔